کامیاب طالب علم

مصنفہ
ہمشیرہ محمد صدیق عطاری قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

کامیاب طالبعلم

ہمشیرہ محمد صدیق عطاری قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی پاکستان

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	کامیاب طالب علم
مصنفہ	ہمشیرہ محمد صدیق عطاری قادری
سال اشاعت	جون 2006
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z410
قیمت	-/42 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-221201-2630411 ۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

Marfat.com

فہرست مضامین

عرض ناشر	4	طلباء کیلئے مدنی پھول	76
انتساب	5	علی بن عیسیٰ کا فرمان	83
تقریظ	6	حضور شیخ محقق	84
تمہید	8	حضور صدر الشریعہ	84
عالم کا مقام	13	حضور محدث اعظم پاکستان	86
کامیاب طالب علم	18	مفتی وقار الدین صاحب	88
طالب علم کیلئے ضروری امور	27	حضور شیخ الاسلام	91
مفتی احمد یار خان نعیمی	47	تحصیل علم حسن محنت	92
مفتی اعظم ہند نوری	48	طلب علم کے لئے سفر	95
حضرت مجدد الف ثانی	49	طلب علم کیلئے ذوق وشوق	100
آداب درس	54	حضور داتا گنج بخش	104
استاد کا ادب	56	اعلیٰ حضرت	104
امام اعظم اور استاد کا ادب	60	حضرت وصی احمد شاہ	114
امام شافعی	61	حضرت شیر بیشہ اہلسنّت	116
تاجدار گولڑہ	64	علامہ کاظمی	117
حضور قطب مدینہ	68	حضور حجۃ الاسلام	120
خدمت استاد	69	حضور مفتی اعظم ہند	120
حقوق استاد	73		
امیر اہلسنّت کے مدنی پھول	75		

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

علم ایک گوہر نایاب ہے۔ جس کے پاس علم کی دولت نہیں ہے وہ گویا بڑا محروم ہے۔ علم فضل خداوندی اور انعام الٰہی ہے۔ علم اسے ہی عطا کیا جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے۔ اسی لئے بھی ولی اللہ علم سے نہ آشنا نہیں ہوتا اور جو علم سے بے بہرہ ہو وہ ولی اللہ نہیں ہوسکتا۔

ہمارے اسلاف (رحمہم اللہ) نے حصول علم دین کے لئے بڑی صعوبتیں اور مصائب برداشت کئے اور صبر تحمل کے ساتھ علم دین حاصل کرتے رہے۔ اور اپنے اپنے زمانوں میں علم کے آفتاب ومہتاب بن کر چمکے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قیامت تک ان کے ناموں کو روشن فرمادیا۔

زیرنظر کتاب ''کامیاب طالب علم'' عالمہ فاضلہ ہمشیرہ صدیق احمد عطاری کی کاوش کا نتیجہ ہے جس میں انہوں نے کامیاب طالب علم بننے کے نسخے تحریر کئے ہیں اس کتاب کا ہر طالب علم بغور مطالعہ کرے اور کامیاب طالب علم بن کر دنیا اور آخرت کی بھلائیاں حاصل کرے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مصنفہ اور ناشر کے لئے ثواب جاریہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتساب

اس کتاب کو پیش کرتے ہیں!

''علماء حق اہلسنۃ والجماعۃ'' کی بارگاہِ عالیہ میں!

اس میں سے وہ بھی جو علم دین کی تدریج واشاعت کے لئے اپنی ظاہری زندگیاں گذار کراب اپنی مراقد سے فیض کی بارشیں برسارہے ہیں۔

اور پھر پیش کرتے ہیں! ان علماء کے نام!

جو اب درسگاہوں میں علم کی روشنیاں پھیلا رہے ہیں۔

اور پھر! ''تمام سنی طلباء کے نام''

اور خصوصاً ''جامعۃ المدینہ''

کے عزیز پیارے بیٹوں کے نام!

کہ جن کی سیرت وکردار میں اسلاف کی جھلک نمایاں نظر آتی ہے۔

جن کے لئے محبت وشفقت دل کی نہاں خانوں میں اس طرح بس گئی کہ جب بھی ''جامعۃ المدینہ'' کے قریب سے گذر ہوا آنکھیں نم ہو کر دعاؤں کے لئے لب وا ہوئے۔

مولیٰ عزوجل ان تمام پیاروں کو بروز قیامت ہماری شفاعت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

خاک پائے علمائے حق

ہمشیرہ صدیق احمد عطاری قادری

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی شیخ الحدیث والتفسیر محمد ابوبکر صدیق عطاری

مہتمم جامعۃ المدینہ گلستان جوہر، کراچی

بے شک علم ایک ایسی عالی وارفع نعمت ہے کہ جس کے مقابلے میں دنیاوی دولت ہیچ ہے اور دولت علم کا حامل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے مراتب کو پالیتا ہے کہ جس تک سوائے علم کے کسی اور ذریعے سے نہیں پہنچا جا سکتا۔ عالم اپنے مقام ومرتب کے لحاظ سے منفرد ہوتا ہے۔ اسی حقیقت کو قرآن مجید فرقان حمید میں رب کائنات عزوجل نے یوں بیان فرمایا:

هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ (زمر:9)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ نے علم وعلماء کی بلندی مراتب کو نہایت ہی روشن لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

یہ بات تجربات سے ثابت ہے کہ بلندی محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ مقام جس قدر بلند ہواس کے حصول کے لئے اسی قدر محنت زیادہ چاہیے۔ اور اگر وہ مقام مذہبی اہمیت کا حامل ہو تو اس کے لئے سخت محنت کے ساتھ ساتھ آداب کی پابندی بھی نہایت ضروری ہے یہی وجہ ہے جہاں احادیث مبارکہ میں علم کی افضلیت کو بیان کیا گیا وہاں اس کے آداب کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

من علمنی حرفا صیرنی عبدًا ان شاء باعنی او ان شاء اعتقنی

"جس نے مجھ کو ایک حرف بھی سکھایا اس نے مجھ کو اپنا غلام بنالیا اب چاہے مجھ کو بیچ دے یا چاہے مجھ کو آزاد کردے"۔

زیرنظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس کتاب مبارکہ میں جہاں علم کی اہمیت

Marfat.com

بیان کی گئی ہے وہاں اس کے آداب بھی بیان کیے گئے ہیں۔ بلکہ اختی فی اللہ محترمہ ہمشیرہ صدیق احمد عطاری نے آداب علم کو تو خصوصی طور پر بیان فرمایا ہے۔ واقعی اگر طلباء وطالبات کتاب ہذا میں بیان کردہ آداب کو اپنا لیں تو نہ صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کامیاب ہو جائیں۔ مصنفہ نے اس کتاب کی تصنیف میں کافی محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو قبول عام بخشے اور اس کی مصنفہ کو تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

Marfat.com

تمہید

علم کی فضیلت واہمیت

علم ایک ایسی نایاب دولت ہے جو روپے پیسے سے حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ یہ تو محض اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم ہے جسے نصیب ہو جائے۔

علم دین کی فضیلت اور اس کے حصول کی ترغیب قرآن وحدیث سے بھی ملتی ہے۔

چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے!

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ

ترجمہ: ''تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں'' (کنزالایمان، التوبہ: 122)

نیز ایک اور جگہ علم کی فضیلت قرآن پاک میں اس طرح بیان کی گئی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ

ترجمہ: ''اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا'' (کنزالایمان، المجادلہ: ۱۱)

جس طرح علم دین کے حصول کی ترغیب اور فضیلت اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے اسی طرح حدیث پاک میں علم کی ترغیب دلاتے ہوئے پیارے آقا حضور پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

قال رسول اللہ ﷺ لان تعذو فتعلم بابا من العلم خیر من ان تصلی مائة رکعةٍ

ترجمہ: ''علم کا ایک باب مسئلہ وغیرہ) حاصل کرنا سو رکعت پڑھنے سے بہتر

Marfat.com

ہے''۔

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے!

قال رسول اللہ ﷺ باب من العلم یتعلمہ الرجل خیر لہ من الدنیا وما فیھا

ترجمہ: ''علم کا ایک باب حاصل کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے''۔

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر قرآن کے پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہوتے ہیں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، رحمت ان کا احاطہ کر لیتی ہے، سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور خود اللہ اپنے مقرب ملائکہ میں ان کا تذکرہ کرتا ہے، جو کوئی علم کی تلاش میں ایک راہ چلتا ہے اللہ اس کے لئے جنت کی بھی ایک راہ آسان کر دیتا ہے، جس کسی کو عمل نے پیچھے کر دیا نسب اسے آگے نہیں کر سکتا''۔ (رواہ مسلم)

صفوان ابن عسال المردی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرخ چادر پر ٹیک لگائے مسجد میں تشریف فرماتھے کہ میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ تلاش علم میں حاضر ہوا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا ''مرحبا'' اے طالب علم! فرشتے طالب علم کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں اپنے پروں کے سائے میں اسے لے لیتے ہیں ایک پر ایک جمع ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ علم کی محبت میں سب سے نچلے آسمان تک چلے جاتے ہیں۔ (رواہ احمد)

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم اور احسان ہے کہ اس فضیلت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ یہ طالب علم علم حاصل کر ہی لے بلکہ اگر کوشش کے باوجود حاصل نہ کر سکا تب بھی اس کے لئے اجر ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے!

ترجمہ: حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''جس نے علم کی جستجو کی اور پا گیا اللہ تعالیٰ اسے دو حصے ثواب دے گا اور جس

Marfat.com

نے علم کی تلاش کی مگر حاصل نہ کر سکا اسے ایک حصہ ثواب ملے گا''۔

(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ:'' حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی نے فرمایا اس امت کے عالم دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے اللہ نے علم بخشا اور اس نے بے دریغ لوگوں کو سکھایا اس پر نہ کوئی کھانے کی چیز لی نہ کوئی اور مال چاہا ایسے عالموں کے لئے آسمان کے پرند، زمین کے چرند، پانی میں مچھلیاں سبھی دعا کرتے ہیں، دوسرا وہ ہے جسے اللہ نے دولت علم عطا فرمائی مگر اس نے اللہ کے بندوں سے بخل کیا اس پر سونا چاندی لیا اور دنیاوی نفع کا خواہش مند ہوا ایسے عالم کو قیامت کے دن آگ کی لگام چڑھائی جائے گی''۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

علم اللہ تعالیٰ کے محبوبیت کی دلیل ہے اس لئے ارشاد فرمایا'' جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے اور اسے سیدھا راستہ بتا دیتا ہے''۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ:'' حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! اگر تم صبح اٹھ کر قرآن مجید کی ایک آیت کا علم حاصل کر لو تو وہ تمہارے لئے سو رکعات پڑھنے سے بہتر ہے اور اگر تم صبح اٹھکر علم کا ایک باب (سبق) پڑھ لو خواہ اس پر عمل ہو یا نہ ہو تو وہ ایک ہزار رکعات پڑھنے سے بہتر ہے''۔ (رواہ مسلم صفحہ 374 جلد نمبر 7)

ترجمہ:'' حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں اگر آدمی علم کا ایک باب پڑھ لے تو وہ میرے نزدیک نفل پڑھنے سے بہتر ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب طالب علم کو طلب علم کی حالت میں موت آئے تو وہ شہید ہے اس حدیث کو امام بزاز نے روایت کیا اس کی سند میں ایک متروک راوی ہے''۔

(رواہ مسلم صفحہ نمبر 380 جلد نمبر 7)

Marfat.com

''اس حال میں صبح کر کہ تو طالب عل ہو یا علم کی باتیں سننے والا اس کا ہم نشین اور فیضان کا طالب یا علم سے محبت کرنے والا اور پانچواں (یعنی نفرت کرنے والا) نہ ہونا ورنہ ہلاک ہو جائے گا''۔

قرآن وحدیث سے علم کی ترغیب وفضیلت واضح ہوگئی کچھ ایسے راز ہیں کہ جن کے بغیر علم الٰہی کی صحیح روح کو نہیں پہنچ پاتا جیسا کہ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں! ''العلم نور ونور الله یعطی للعاصی۔ ''علم اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور نور الٰہی گناہ گار کو نہیں ملتا''۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو اشعار میں اس طرح بیان فرمایا!

ترجمہ: ''میں نے اپنے استاد (حضرت وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے سوء حفظ کی شکایت کی انہوں نے فرمایا گناہوں سے پرہیز کرو، کیونکہ علم اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ کا فضل عاصی کو عطا نہیں ہوتا''۔

نیز درمختار میں مذکور ہے ''علم شریعت ایک نور ہے جو تقویٰ کرنے والوں پر فائز ہے جو فسق وفجور میں مبتلا ہوتا ہے وہ اس سے محروم رہتا ہے''۔

نیز ایک مقام پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ علم کے بارے میں فرماتے ہیں!

''علم کی طلب کرنا نفلی نماز سے بہتر ہے اور جو شخص دنیا وآخرت کی سعادت چاہتا ہو وہ علم اور اس کے مقتضیٰ پر عمل کو لازم کرلے''۔

نیز فرمایا!

''جو شخص اپنی عزت اور وجاہت کو قائم رکھ کرانا نیت سے علم حاصل کرنا چاہے وہ کبھی فلاح نہیں پاسکتا''۔

ترجمہ: ''حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ فرمان عالیشان مشہور ہے کہ ''میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں''۔

جب اس حدیث پاک کو خارجیوں نے سنا تو ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بڑا حسد ہوا ایک بار ان میں سے گیارہ آدمی جو اپنی جماعت کے رئیس تھے باہم جمع ہوئے اور

Marfat.com

مشورہ کیا کہ آؤ الگ الگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں اور ایک سوال کریں پھر دیکھیں ہمیں کیا جواب دیتے ہیں اگر انہوں نے ہم گیارہ آدمی کو اس ایک مسئلے کے گیارہ علیحدہ علیحدہ جواب دیئے تو ہم جانیں گے وہ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق علم نبوت کا دروازہ ہیں۔

''یہ مشورہ کر کے ان میں سے ایک آدمی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں آیا اور بعد سلام کہنے لگا کہ!

اے علی رضی اللہ عنہ! بتایئے علم افضل ہے یا مال؟

آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ علم افضل ہے اس نے پوچھا اس کی دلیل بیان کیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''علم نبیوں کی میراث ہے اور مال قارون، ہامان اور فرعون وشداد کا ورثہ ہے''۔

یہ سن کر وہ شخص چلا گیا اور دوسرے نے آ کر وہی سوال کیا آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بھی وہی جواب دیا اس نے پوچھا! دلیل کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''علم تمہاری نگرانی کرتا ہے اور مال کی تم خود حفاظت کرتے ہو''۔

پھر تیسرا آیا اس نے بھی وہی سوال کیا آپ رضی اللہ عنہ نے وہی جواب دیا اس نے دلیل پوچھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''اللہ تبارک وتعالیٰ علم خاص اس شخص کو دیتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے اور مال کے لئے یہ خصوصیتیں نہیں، دوست دشمن سب کو عطا کرتا ہے''۔

چوتھے شخص نے اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور جواب کی دلیل پوچھی۔ آپ نے فرمایا! ''مال خرچ کرنے سے کم ہوتا جاتا ہے اور علم جس قدر صرف کیا جائے اسی قدر زیادہ ہوتا ہے''۔

پھر پانچواں آیا اس نے بھی اسی طرح دلیل مانگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''مال دار آدمی کبھی بخیل اور کنجوس کہہ کر بھی پکارا جاتا ہے مگر صاحب علم کو ہمیشہ بزرگی ہی سے یاد کرتے ہیں''۔

Marfat.com

پھر چھٹا آیا اس نے جواب کی دلیل مانگی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''مال داروں سے قیامت کے دن حساب لیا جائے گا اور ایک ایک پیسہ کے متعلق سوال ہوگا کہ کہاں کمایا اور کہاں خرچ کیا اور صاحب علم قیامت کے دن گناہ گاروں کی شفاعت کرے گا''۔

پھر اسی طرح ساتواں آیا اس سے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''مال دار جب مر جاتا ہے تو اس کا تذکرہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور عالم کا ذکر اس کے مرنے کے بعد قیامت تک باقی رہتا ہے''۔

پھر آٹھواں آیا اس سے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''مال دار کے دشمن بہت ہوتے ہیں اور عالم کے دوست بکثرت ہوتے ہیں''۔

پھر نواں آیا اس سے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''مال سے دل سخت ہو جاتا ہے اور علم دل کو روشن کر دیتا ہے''۔

پھر دسواں آیا اس سے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''مال دار اپنے مال کے غرور میں خدائی کا دعویٰ کر بیٹھتا ہے اور صاحب علم کبھی ایسا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ ہمیشہ فروتنی اور عبودیت کا اقرار کرتا ہے''۔

اس کے بعد حضرت مولا علی شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ''اگر یہ لوگ مجھ سے یوں ہی سوال کرتے رہیں تو اس ایک جواب کی دلیل ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ اپنی زندگی بھر دیتا رہوں گا''۔

ان لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کو تسلیم کیا اور سب کے سب دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ (تذکرہ الواعظین صفحہ نمبر 16)

عالم کا مقام و مرتبہ

پیارے آقا مصطفیٰ الکریم ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے فرمایا!

''اے ابن مسعود''!

......تمہارا گھڑی بھر کے لئے عالم دین کے حلقہ درس میں اس حالت میں بیٹھنا کہ نہ کوئی قلم

ہاتھ سے چھوؤ اور نہ ایک حرف لکھو تمہارے لئے ہزار غلام آزاد کرنے سے بہتر ہے''۔

......عالم کے چہرے پر نگاہ ڈالنا خدا کی راہ میں ہزار گھوڑے دینے سے افضل ہے''۔

......اور عالم کو سلام کرنا تمہارے حق میں ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہے اس لئے کہ ایک عالم کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہزار شہیدوں اور ہزار حافظوں سے بزرگی میں زیادہ ہے۔

جو شخص کسی غلام یا طالب علم کی مدد کرے گا خواہ وہ مدد کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو مثلاً ایک لقمہ روٹی یا ایک ٹکڑا کپڑا یا ایک پیالہ پانی یا کوئی ٹوٹی ہوئی قلم یا کاغذ تو اس شخص نے گویا ''ستر مرتبہ خانہ کعبہ تعمیر کیا'' اور اللہ تعالیٰ اس کو اس قدر ثواب عطا فرمائے گا گویا اس نے کوہِ احد کے برابر خالص سونا خدا کی راہ میں دیا اور ستر حج کئے ہیں اور ستر نبیوں کو کھانا کھلایا ہے تمام عمر اس کی خطائیں اس کے نامہ عمل میں درج نہ کی جائیں گی۔ (تذکرۃ الواعظین صفحہ نمبر 10)

عالم کی خدمت کا ثواب ہزار رکعت نفل سے زیادہ ہے

نیز نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''جو شخص میری خوشنودی چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ میرے دوست کی تعظیم کرے''

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ '' آپ کا دوست کون ہے؟''

''میرا دوست طالب علم ہے اور وہ مجھ کو اللہ کے فرشتوں سے بھی زیادہ محبوب ہے''

چنانچہ!

......جس شخص نے طالب علم کی زیارت کی گویا اس نے میری زیارت کی۔

......اور جس نے اس سے مصافحہ کیا گویا مجھ سے مصافحہ کیا۔

......اور جو اس کے پاس بیٹھا گویا میرے قریب بیٹھا۔

......جس نے اس کی تعظیم کی اور اس کو بڑا جانا گویا اس نے میری تعظیم کی۔

......اور جس نے میری تعظیم کی گویا اللہ کی تعظیم کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی اس کے لئے بغیر حساب و کتاب ہمیشہ کے لئے جنت ہے کیونکہ قیامت کے دن وہ میری امت کا شفیع

Marfat.com

ہوگا۔(تذکرۃ الواعظین صفحہ نمبر 25)۔

نبی پاک ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ!

''عالم اور طالب علم جب کسی شہر سے گذرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شہر کے قبرستان سے چالیس دن تک عذاب اٹھالیتا ہے''۔(کشف الغمہ)

''اور جو شخص کسی عالم کو نگاہ محبت سے دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ دوزخ سے نجات بخشتا ہے اور جو شخص دنیا میں اہل جنت کو دیکھنا چاہے تو طالب علموں کو دیکھے۔قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو طالب علم فقط دین سیکھنے کے لئے سیر وسفر اور آمد ورفت رکھتا ہے اس کے اعمال نامہ میں اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے، اور ایک قدم کے بدلے میں اس کے لئے جنت میں ایک شہر تیار فرماتا ہے اور جس زمین پر چلتا ہے وہ تمام زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے''۔

(نزہۃ المجالس از فیضان سنت صفحہ 2,3)

تنبیہ الغافلین میں مذکور ہے کہ!''جو شخص علماء کی صحبت میں بیٹھے گا اس میں علم و پرہیز گاری زیادہ ہوگی اور ہمیشہ اس کے دل میں خوف خدا رہے گا''۔

حضرت فقیہ ابولیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ!''جو شخص عالم کے پاس پہنچ کر اس کے نزدیک بیٹھے اور اس سے علم حاصل کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو، تب بھی اس کو سات کرامتیں حاصل ہوں گی۔

......طالب علم کی سی فضیلت پائے گا۔

......جب تک وہ شخص اس عالم کے پاس بیٹھا رہے گا گناہوں اور خطاؤں سے محفوظ رہے گا۔

......جس وقت وہاں سے نکلے گا اس پر رحمت کا نزول ہوگا۔

......جب تک اس کے نزدیک بیٹھا رہے گا اس وقت تک اس پر برابر رحمت اور برکت کا نزول ہوتا رہے گا۔

Marfat.com

......جب تک وہ سنتا رہے گا اس کے اعمال نامہ میں نیکیاں برابر لکھی جائیں گی ملائکہ اس کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیں گے اور وہ ان سے بالکل مل جائے گا۔

......اس کے ہر ایک قدم جس کو وہ اٹھاتا اور رکھتا ہے اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں گے۔ اور اس کے مرتبہ بلند ہو جائیں گے اور اس کی نیکیاں بڑھا دی جائیں گی۔ (تنبیہ الغافلین صفحہ 113)

جس طرح عالم کی صحبت میں بیٹھنے کے کثیر فضائل ہیں اسی طرح عالم کے چہرے کی طرف نگاہ کرنا بھی عبادت ہے۔

حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا!

......ماں باپ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

......کعبہ شریف پر نظر ڈالنا عبادت ہے۔

......اور عالم کے چہرے کی طرف نگاہ کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔ (فیضان سنت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکار ابد قرار، مدنی تاجدار ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ!

عرش کے نیچے مشک اذفر کا بنا ہوا اللہ عزوجل کا شہر آباد ہے اس کے دروازے پر فرشتہ روزانہ اس طرح منادی کرتا ہے "سن لو! کہ جس نے عالم کی زیارت کی اس نے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی اور جس نے انبیاء علیہم السلام کی زیارت کی اس نے اپنے رب کی زیارت کی اور جس نے اپنے رب عزوجل کی زیارت کی اس کے لئے جنت ہے"۔

(نزہۃ المجالس بحوالہ فیضان سنت)

جس طرح عالم کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے اسی طرح عالم کی خدمت کرنے کی بھی بڑی فضیلت ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا!

"جس کسی کے ہاتھ سے عالم سہارا لے اللہ (عزوجل) اس کو ہر قدم پر غلام آزاد

Marfat.com

کرنے کا ثواب عنایت فرماتا ہے"۔

فتاویٰ نسفی میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"جس وقت عالم کسی مجلس میں آئے اور حاضرین مجلس اس کی تعظیم کے لئے پورے طور پر کھڑے نہ ہوں تو قیامت کے دن وہ لوگ میری شفاعت سے محروم رہیں گے اور جو شخص عالم کو ایک درہم دے یا پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیک بخت اولاد عطا فرمائے گا اور وہ شخص بلا حساب کتاب بہشت میں داخل ہوگا"۔ (فتاویٰ نسفی)

روشن ستارے: رات کی تاریکی میں کبھی آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھیں قرینے سے بکھرے ہوئے روشن ستارے کتنے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن یہ صرف آسمانی گنبد کو سجانے والے نگینے نہیں بلکہ ان کے وجود کا مقصد کچھ اور بھی ہے۔ اندھیری راتوں میں چلنے والے قافلے لق دق بیابانوں میں بھٹکنے والے راہی، سمندری سفر کرنے والے مسافر انہی کی روشنی میں اپنے سفر کی سمت معلوم کرتے ہیں اور منزل کی راہ پاتے ہیں اور یہی لوگ ان قدرتی رہنماؤں کی صحیح قدر و قیمت جانتے ہیں۔

ان آسمانی ستاروں کے علاوہ زمین پر بھی کچھ روشن ستارے ہیں جو قدر و قیمت میں ان سے بڑھ کر ہیں اور ان کے وجود کی اہمیت ان سے کہیں زیادہ ہے۔ یہ روشن ستارے پیارے رسول اللہ ﷺ کے وہ پیارے ساتھی ہیں جو براہ راست نبوت کے سورج سے روشن ہوئے ہیں اور جن کے سینوں میں پیارے رسول کریم ﷺ نے خود اپنی تربیت میں ایمان کی روشنی بھری ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

اصحابی کاالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم

(الحدیث، شفاء شریف)

ترجمہ: "میرے صحابہ رضی اللہ عنہم روشن ستارے ہیں، ان میں سے جس کی راہنمائی میں بھی زندگی کی راہ طے کرو گے منزل پاؤ گے"۔

Marfat.com

پھر وہ تمام بزرگانِ ملت اور علماے دین بھی ہمارے لئے زندگی کے سفر میں ''روشن ستارے'' ہیں۔ جن کی پاک زندگیاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا آئینہ ہیں۔

ان کی پاکیزہ زندگی کی شعاعیں ان کے حسن عمل کے چمکیلے نمونے ان کے اچھے اخلاق و کردار کی نورانی مثالیں ان کے ایمان و یقین کی روشن کرنیں رہتی زندگی تک شاہراہِ اسلام پر طلباء کے لئے منزل کے نشانات ہیں اور وہ روشن ستارے ہیں جن کی راہنمائی میں چلنے والے کبھی راہ حق سے بھٹک نہیں سکتے۔

گزشتہ صدیوں کے طلباء اور اپنے اکابرین کے حالات دیکھ کر اور موجودہ طلباء کی حالتیں دیکھ کر دل غم سے بھر جاتا ہے۔ انہیں طلباء کے لئے کامیابی کے کچھ جواہر اپنے اکابرین کی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں جمع کیے ہیں۔ تاکہ اس وقت کے طلباء ان جواہرات سے زینت حاصل کر کے اپنے اکابری کی سیرت کی روشنی میں ''کامیاب طالب علم'' بن جائیں۔

کامیاب طالب علم

حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''طالب علم کے لئے پانچ باتیں ضروری ہیں''۔

1۔ اچھی نیت

2۔ استاد کی بات دھیان سے سننا

3۔ استاد کی بات پر غور کرنا

4۔ استاد کی بات لوگوں میں پھیلانا

5۔ استاد کی بات پر عمل کرنا

جو طالب علم ان پانچ باتوں میں سے کسی ایک بات میں کمی کرے گا وہ کبھی کامیاب طالب علم نہیں بن سکتا۔

پیارے کامیاب طلباء! اب آپ کامیاب طالب بننے کے سنہری اصول پڑھ اور سمجھ کر کامیاب طالب علم بننے کی سعی کیجئے۔

Marfat.com

اخلاص و نیت: ایک ''کامیاب طالب علم'' بننے کے لئے ضروری ہے کہ طالب علم میں اخلاص پیدا کیا جائے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ ترجمہ: ''اعمال کے (ثواب) کا دارومدار نیت پر ہے''۔

چنانچہ طالب علم کو چاہیے کہ تحصیل علم کا مقصد صرف یہ رکھے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام پر عمل کیا جائے کیونکہ طالب علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر ''عمل خیر'' سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے۔

اگر اس کا مقصد ہو کہ غافلوں کو ہوشیار، جاہلوں کو واقف کار، ضلالت و گمراہی کا خاتمہ کیا جائے تو اس کا حصول باعث اجر و ثواب ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ فرائض کے انجام دینے میں خلل و نقصان نہ ہو۔

اچھی نیت کا مطلب یہ ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کے لئے علم سیکھے کہ اگر حصول علم میں نیت اللہ عزوجل کی رضا اور خوشنودی ہو گی تو اللہ تعالیٰ ویسا ہی اجر عطا فرمائے گا۔ علم کا حصول طلب دنیا اور طلب جاہ کے لئے نہ ہو کیونکہ اگر نیت بے جا اور حب مال کی ہو گی تو یہ چیزیں تو جتنی تقدیر میں ہو گی اتنی ہی ملیں گی مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اجر و ثواب نہ ہو گا۔

جیسا کہ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ ''ملفوظاتِ عطاریہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ پڑھنے پڑھانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش ہونی چاہیے اگر کسی کارِ خیر سے نیت دنیاوی مقصد کے حصول کی گئی تو ثواب نہیں ملے گا کہ اس طرح اگر میں نے یہ نیت کی کہ میرا ذہن کھل جائے گا میری اردو اچھی ہو جائے گی عربی زبان اچھی بولوں گا تو سب پر میرا رعب پڑھے گا تو رعب ڈالتے رہیں مگر ثواب نہیں ملے گا۔

اسی طرح طلب علم میں یہ نیت بھی نہ ہو کہ علماء سے مقابلہ کروں گا اگر یہ مقصد ہوا تو باعث وبالِ جان ہو گا!

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! ''جس نے علماء پر فخر کرنے جاہلوں سے بحث کرنے اور لوگوں کو اپنی طرف راغب

کرنے کے لئے علم حاصل کیا اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں داخل کرے گا‘‘۔

نیز دنیا طلب کرنے کے لئے بھی علم حاصل نہ کرے کہ حدیث پاک میں ایسے شخص کے لئے سخت وعید ہے۔

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے علم حاصل کیا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کی جاتی ہے لیکن وہ اس کو دنیا حاصل کرنے کے لئے سیکھتا ہے تو قیامت کے روز جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا‘‘۔(سنن ابوداؤد صفحہ 156 کتاب العلم)

نیز ایک جگہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ! ’’جس نے علم اللہ کے علاوہ (کسی چیز) کے لئے سیکھا اس کو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنانا چاہے‘‘۔

(جمع الفوائد صفحہ 102)

حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ! ’’حضور اکرم ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک پیغمبر کو وحی کی کہ ان لوگوں سے کہہ دو جو علم دین کو عمل کے لئے حاصل نہیں کرتے اور عمل آخرت کے ذریعے دنیا کماتے ہیں کہ تم میں جو آدمیوں کے سامنے بھیڑ کی کھال اوڑھ کر جاتے ہو حالانکہ تمہارے سینوں میں بھیڑیوں کے دل چھپے ہوتے ہیں تمہاری زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں مگر دل زہر کی طرح کڑوے ہیں تم مجھے دھوکہ دیتے ہو اور مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہو اچھا میں تمہیں ایسے فتنے میں ڈالوں گا جس میں بڑے بڑے دانا اور سمجھدار ہکا بکا رہ جائیں گے‘‘۔(مکاشفۃ القلوب صفحہ 50)

اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کتنا شاندار قول ہے کہ! ’’اگر اہل علم اپنے طالب علم کی عزت کرتے اور اسے اس کی جگہ رکھتے تو اس زمانے کے سردار بن جاتے مگر انہوں نے علم کی قدر نہ جانی خود کو دنیا والوں کے قدموں میں ڈال دیا تا کہ ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل کر لیں نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ذلیل و خوار ہو گئے‘‘۔

نیت کو کاموں میں بڑا بھاری دخل ہے جیسا کہ صوفیائے کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

''اخلاص اور نیت خیر ایسی نعمتیں ہیں کہ ان کے بغیر عبادات محض عبادتیں بن جاتی ہیں''۔

کیونکہ بندہ ایک ہی نیت سے دوسرے حکم میں ہو جاتا ہے حالانکہ اس سے اس کے ظاہر پر کوئی اثر نمودار نہیں ہوتا، مثلاً ایک شخص روزے کی نیت کے بغیر بھوکا پیاسا رہے گا تو اس کو کوئی ثواب نہیں ملے گا اور جب روزہ کی نیت کرے گا تو مقربانِ خدا میں شمار ہو جائے گا۔ چنانچہ ''جیسی نیت ویسا ہی اجر''۔

درستگی نیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے سراج الآئمہ کشف الغمہ ہم حنفیوں کے پیشوا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادے حماد رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا! ''اے نورِ نظر! میں نے پانچ لاکھ حدیثوں میں چن کر ایسی پانچ حدیثوں کا انتخاب کیا ہے کہ اگر تم نے ان کو یاد کر کے ان پر پورے اعتماد کے ساتھ عمل کیا تو تم دونوں جہاں کی سعادتوں سے سرفراز ہو جاؤ گے۔

......تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

......آدمی کے اسلام کی خوبی میں سے ہے کہ وہ تمام فضول اور بے کار چیزوں کو چھوڑ دے۔

......تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا ہے کہ جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے اس چیز کو پسند کرلے کہ جس کو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

......حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے جو شخص ان مشکوک چیزوں سے پرہیز کرتا رہا اس نے اپنے دین اور اپنی آبرو کو بچالیا اور جو شخص ان مشکوک چیزوں میں پڑ گیا وہ کبھی نہ کبھی حرام میں بھی جا پڑے گا۔

......کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(کیسٹ نیت کا پھل)

چنانچہ طلب علم میں طالب علم اچھی نیت کرے اور نفسانی خواہش سے اپنے آپ کو بچائے کہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! ''جس کام میں بھی کوئی نفسانی

Marfat.com

خواہش ہوتی ہے اس میں برکت نہیں رہتی وہ دل راہِ مستقیم سے ہٹ کر دنیاوی کاموں میں مشغول ہوجاتا ہے'' (کشف المحجوب)

لہٰذا اگر طالب علم طلب دنیا حب جاہ وغیرہ کے لئے علم حاصل کرے گا تو وہ صحیح طور سے نہ علم حاصل کر سکے گا اور نہ ہی اس علم سے استفادہ حاصل کر سکے گا کہ سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''جس آدمی کی نیت اور ہمت پر دنیا غالب آگئی وہ ہمیشہ خود کو مفلسی اور درویشی کے گرداب میں دھنسا ہوا پائے گا اور اس کا دل دنیا کی محبت میں گرفتار رہے گا اور جس کی نیت و ہمت آخرت کے لئے وقف رہے گی اس کے دل کو حق تعالیٰ ان تمام جھمیلوں سے بے فکرو بے نیاز رکھے گا اور زاہد دنیا کا شرف اسے حاصل رہے گا''۔ (اشعۃ اللمعات)

اگر تحصیل علم میں نیت خالص ہو تو اس کا اجر دنیا و آخرت دونوں میں عظیم تر ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ جن لوگوں نے صرف اخلاص نیت سے علم حاصل کیا وہ ملک وملت کے لئے درخشاں ستارے بن گئے جن کی روشنی نے تمام عالم کو منور کر دیا انہی درخشاں ستاروں میں ایک ستارہ ''مجدد دین وملت، پیکر شریعت، امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ ہیں'' یہ ان کے خلوص نیت ہی کی برکت تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ کے کثیر طلباء علم سے فیض یاب ہوئے اور آپ کے فیض یافتہ ایسے باکمال، صاحب علم فضل اور باسیرت علماء پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے علمی کمال سے مشرق ومغرب دونوں کو منور کر دیا۔

صاحب بہار شریعت، حضور صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ کی طلب علم میں خلوص نیت ہی کا اثر تھا کہ آپ نے طلب علم حاصل کر کے پٹنا میں مطب اس ارادے سے کھولا تھا کہ وہ علم کو کسب معاش کا ذریعہ نہیں بنانا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ کی حسن نیت کا نتیجہ یہ ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال علم سے متصف فرمادیا اور فقیہ اعظم اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا دیا جن کے فیضان علوم توریہ شریعہ نے آپ کو وہ علم و کمال عطا فرمایا کہ آپ چاند ستاروں کی طرح آسمان علم پر جلوہ گر ہوئے۔

جب نیت میں خلوص ہو تو اللہ رب العزت وہ کام لیتا ہے کہ جس کام کو کئی افراد مل کر بھی

نہ کر سکیں جیسا کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کی خلوص نیت تھی کہ آپ نے درس وتدریس میں وہ اہم کردار ادا کیا کہ اس وقت ہمارے کثیر علماء آپ کے "تلامذہ یا آپ کے تلامذہ کے تلامذہ" ہیں۔

چنانچہ حضرت حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جو حضور صدالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں کہ تحصیل علم کے بعد نوکری کی پیش کش ہوئی آپ نے اس پیش کش کو قبول نہ کیا اور فرمایا! "میں نے یہ علم نوکری حاصل کرنے کے لئے نہیں حاصل کیا"۔

یہی اخلاص نیت ہے کہ جس نے مبارک پور میں جامعۃ اشرفیہ کو اتنی ترقی دی کہ دنیا کی بہترین "عربی یونیورسٹی" میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

نصیحت

طالب علم کو یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کرنی چاہیے کہ سال کے آخر میں امتحان ڈگری اور سند حاصل کرنے کے لئے نہ دے بلکہ مقصود صرف اور صرف رضائے الٰہی اور قرب الٰہی ہو اور امتحان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ سال کے آخر میں وہ تمام کتابیں نظر سے گذر جائیں جو شروع سال سے آخر سال تک پڑھی ہیں۔

پیارے طلباء! دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ نصیحت ذہن نشین کرلو کہ امتحانوں کا مقصود ممتاز مع الشرف، جیدو مقبول نہ بناؤ بلکہ صرف اور صرف رب عزوجل کی رضا بناؤ۔ کہ اگر ممتاز مع شرف لے کر نفس غرور سے پھول گیا تو ہلاکت ہے۔ کیونکہ "تکبر علم کو کھا جاتا ہے" اور اس ممتاز مع شرف میں رب کی رضا نہ ہوئی تو یہ بھاگ دوڑ کسی کام کی نہیں۔

لہٰذا امتحان کے لئے خوب محنت سے کام لیں لیکن مقصود رب عزوجل کی رضا ہو اور پھر اس میں رب عزوجل ممتاز مع الشرف یا پوزیشن عطا کردے۔ تو بجائے غرور تکبر کے خاکساری وفروتنی کا اظہار کریں۔ اور اپنے رب عزوجل سے نفس کی شرارتوں سے پناہ مانگیں۔

"اے علم حاصل کرنے والو! اخلاص پیدا کرو ورنہ فضول مشقت ہے، کیونکہ جو علم کو دنیا کمانے کے لئے حاصل کرتا ہے۔ علم اس کے قلب میں جگہ نہیں پاتا"۔

Marfat.com

درستگی باطن

کامیاب طالب علم بننے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفس کو خراب عادات اور صفاتِ بد سے پاک کرے۔ اس لئے کہ علم کا مقصد ہی باطن کی درستگی اور قرب الٰہی ہے اور علم درستگی باطن کے بغیر صحیح طریقے سے حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نماز ظاہری اعضاء کا وظیفہ ہے اور اس کے لئے طہارت ضروری ہے وہ طہارت کے بغیر صحیح نہیں ہوتی۔ اس طرح عبادت باطن یعنی علم جیسی اہم عبادت بھی برے اخلاق اور گندی صفات سے پاک ہوئے بغیر صحیح نہیں ہوسکتی کیونکہ علم جو باطنی عبادت ہے بغیر طہارت باطنی کے حاصل نہیں ہوتی چنانچہ طالب علم کو چاہیے کہ اپنے نفس کو رزیل عادات اور برے اخلاق و بری صفات سے پاک کرنے یعنی آپ کو جھوٹ، غیبت، نفاق، چوری، فضول گفتگو اور بری صحبت سے روکے رکھے۔

جیسا کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ کا ارشاد ہے! ''دین کی بنیاد صفائی پر رکھی گئی''۔ (الحدیث)

جب آدمی کے دل میں یا جب آدمی بری صفات مثلاً غصہ، کینہ، حسد، غرور، تکبر وغیرہ سے متصف ہو تو علم جو اللہ تعالیٰ کا نور ہے وہ اس صفات کے عام بندے کو نہیں ملتا گو لاکھ وہ علم حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

''حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ'' اپنی مایہ ناز تصنیف ''علم کی حقیقت'' میں ایک اشکال دور کرتے ہوئے فرماتے ہیں! ''ہمیں اگر کوئی کہے کہ بہت سے طالب علم برے اخلاق والے ہیں اور انہوں نے بہت سے علوم حاصل کئے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ جو شخص اخلاقِ بد رکھتا ہو اس کو علم حقیقی جو آخرت میں کارآمد اور ہمیشہ کے لئے نیکی کا سبب ہو حاصل ہو جائے وہ اس سے بہت دور ہے'' اس لئے کہ اس ضمن میں آغاز ہی میں ہے کہ طالب علم کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ گناہ زہر قاتل اور ہلاک کرنے والے ہیں اور تم نے کبھی کسی کو دیکھا ہے کہ زہر کھائے اس کے باوجود کہ یہ جانتا ہے کہ یہ زہر قاتل ہے ایسے علم جن کے بارے میں تم نے سنا کہ وہ برے اخلاق والوں کو حاصل ہو گئے، وہ رسمی

Marfat.com

لوگوں کی ایک بات ہے کہ کبھی اپنی زبان پر اس کو چکنا کر دیتے ہیں اور کبھی بار بار اس کو دل میں کہتے ہیں اس کو علم میں کچھ دخل نہیں۔

کیوں کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے! اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر:28)

ترجمہ: ''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں''۔ (کنزالایمان)

دور طالب علمی میں درستگی باطن ایک ایسے زینے کا درجہ رکھتی ہے کہ جس کو طے کئے بغیر کامیابی کا حصول ناممکن ہے اور چونکہ دور طالب علمی زندگی کے بقیہ ادوار کے لئے مشعل راہ ہوتی ہے اس لئے اگر باطن یہاں سنور گیا تو بقیہ زندگی نہایت کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہمکنار ہوگی۔

چنانچہ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔'' جہانگیر کے زمانے میں مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کے علمی مدارس کا دور دورہ تھا مولانا کے شاگردوں کی نیک نیتی اور حسن سیرت اعلیٰ پیمانے کی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ شاہی مستورات حضوری باغ میں تقریب کی تاریخ پر آئیں۔ حضور باغ شاہی قلعے کے سامنے تھا اور ہر سال ایک تاریخ مقررہ پر مستورات اس باغ میں رات کے وقت شاہی محلات سے آکر سیر و تفریح حاصل کر کے چلی جاتی تھیں۔ اسی باغ کی اندرونی جانب طلباء کے کمروں کی ایک لائن تھی۔

سیر و تفریح کے لئے باغ میں مقررہ وقت گذرا تو بادشاہوں کی لڑکی جو نیک طینت اور صوفیانہ مزاج رکھتی تھی۔ اس نے واپسی سے چند منٹ پہلے نماز کی نیت باندھی تاکہ کچھ نفل یہاں پڑھ لوں۔

نماز پڑھنے کے دوران ہی نقارہ بج گیا لیکن اسے معلوم نہ ہوا اور اس کی خادمہ یہ سمجھی کہ وہ چلی گئی ہیں، نقارہ کے بجتے ہی تمام طلباء اپنے کمروں میں آگئے اور گیٹ بند کر دیا گیا۔

لیکن لڑکی نماز سے فارغ ہو کر جب گیٹ پر پہنچی تو اسے بند پایا۔ بہت گھبرائی، سردی کا موسم اور شاہی مزاج تھا۔ حیرانگی کے عالم میں محفوظ جگہ کی تلاش میں پھرنے لگی۔ گیٹ کے قریب ایک طالب علم ''دیئے'' کی روشنی میں مطالعہ کر رہا تھا۔ طالب علم اکیلی لڑکی کو دیکھ کر

Marfat.com

سمجھ گیا کہ شاہی محلات کی کوئی لڑکی باہر رہ گئی ہے۔

طالب علم کتابیں اور چراغ وغیرہ لے کر برآمدہ میں آ گیا اور لڑکی سے کہا کہ کمرہ تمہارے لئے خالی ہے۔ لڑکی سردی کی وجہ سے فوراً اندر چلی گئی۔

طالب علم چراغ کی روشنی میں مطالعہ کر رہا تھا کہ دل میں شیطانی وسوسہ پیدا ہوا کہ "ایک حسین لڑکی تیرے پاس تنہائی میں موجود ہے تو کم از کم اس سے بات چیت تو کر لے"۔

لیکن دوسری طرف خوف خداوندی کے تحت یہ خیال آیا کہ اگر فعل شنیع برائی کا ارتکاب کیا اس کی سزا جہنم اور جہنم کی آگ کون برداشت کرے گا۔

پھر دل میں سوچا کہ پہلے انگلی کو دیئے پر رکھ کر آزمائش کر لی جائے اس خیال سے اپنی انگلی دیئے پر رکھی۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے اس نے اپنی پانچوں انگلیاں جلا دیں اور دل میں خیال کیا یہ عذاب برداشت نہیں ہوگا۔

لہٰذا بدکاری سے باز رہنا ہی بہتر ہے۔ یہ تمام ماجرا لڑکی بھی دیکھتی رہی اتنے میں شہزادی کو تلاش کرتے ہوئے آدمی پہنچ گئے اور شہزادی کو برا بھلا کہتے ہوئے لے گئے۔ شاہی محلات میں جب یہ خبر پہنچی تو اس کی والدہ نے اسے ماتھے نہ لگایا اور صبح جہانگیر کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا۔

جہانگیر نے لڑکی کو حکم دیا یہ وہ اپنی سزا خود تجویز کرے۔

لڑکی نے جواب دیا پہلے جرم ثابت کرو کہ پھر جو چاہے سزا دینا۔ بادشاہ نے کہا ثبوت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ شہزادی نے کہا میں اپنی پاک دامنی، عفت اور عصمت میں دو ثبوت پیش کر سکتی ہوں۔

......میری خادماؤں سے پوچھئے کہ کیا وہ مجھے نماز کی حالت میں چھوڑ کر گئیں تھیں یا میں خود بھاگی تھی۔ اگر انہوں نے مجھے اس حالت میں چھوڑا تو میرا کیا قصور ہے؟

......اس طالب علم کا شیطانی حملے سے بچنے کے لئے تمام انگلیوں کا جلا دینا میری اور اس کی پاک دامنی کا بین ثبوت ہے۔

Marfat.com

جب طالب علم کو بلا کر شاہی دربار میں انگلیاں جلانے کا حال پوچھا تو شہزادی کی پاک دامنی روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی اور بادشاہ نے ان کی ایمانداری پر آفرین کہتے ہوئے انہیں معاف کر دیا۔

سبحان اللہ! ایسے طلباء اور نیک طینت لڑکیاں اس وقت موجود تھیں کہ شیطانی وار بھی ان پر کارگر نہ ہو سکتے تھے۔

بعض اکابرین نے فرمایا کہ ''علم صرف خوف الٰہی ہے''۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''علم کثرتِ روایت سے نہیں ہوتا بلکہ علم ایک نور ہے جو دلوں میں ڈالا جاتا ہے''۔

پیارے طلباء! اگر علم کی صحیح روح تک پہنچنا ہو تو غرور و تکبر، حسد، جھوٹ، غیبت و چغلی، بدنگاہی جیسی بری عادات کو اپنے سے دور رکھنا ضروری ہے۔

ایک کامیاب طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ!

غرور و تکبر سے اجتناب کرے

تحصیل علم اور طالب علم کا غرور و تکبر سے اجتناب انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ ''تکبر علم کو کھا جاتا ہے''۔

نیز تکبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بھی پسند نہیں فرماتا جیسا کہ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے ظاہر ہے۔ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ (النحل:23) ترجمہ: ''بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا''۔ (کنز الایمان)

نیز حدیث پاک میں بھی اس کی سخت وعید آئی ہے جیسا کہ ترمذی شریف کی ایک حدیث پاک ہے کہ

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! ''وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا''۔ (جامع

Marfat.com

ترمذی، باب البر والصلۃ صفحہ 127)

شیطان ملعون جو کہ ایک بہت بڑا عالم تھا کہ اس کے علم کی وجہ سے اس کو فرشتوں کا خلیفہ بنایا گیا تھا مگر اپنے علم پر غرور کے سبب اس سے تمام مراتب چھین کر اس کے گلے میں ''طوق لعنت'' ڈال دیا گیا۔

ثابت ہوا کہ اپنے علم پر کبھی غرور نہیں کرنا چاہے کیونکہ علم پر غرور کرنے والا سب سے بڑا جاہل ہے۔

نیز غرور تکبر کرنے والے سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہے جیسا کہ روایت ہذا سے ثابت ہے روایت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا اے پروردگار کائنات! تیری بارگاہ میں سب سے زیادہ مبغوض کون ہے؟ (تو کس سے زیادہ ناراض ہے) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جس کے دل میں تکبر ہو جس کی زبان گندی (فحش باتیں کرنے والا) ہو، جس کی آنکھیں شرم وحیا نہ کرتی ہوں، جس کے ہاتھ بخیل ہوں، جس کے اخلاق برے ہوں''۔ (منہاج العابدین صفحہ 167)

اور غرور وتکبر کرنے سے آدمی دنیا وآخرت دونوں جگہ ذلت ورسوائی اور عذاب کا سزا وار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوعبدالرحمٰن حاتم بن علوان امم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اپنے آپ کو تین حالتوں پر موت آنے سے بچاؤ۔

1۔تکبر 2۔حرص ولالچ 3۔غرور وشیخی

حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم، آسمان سے نازل ہونے والی صاف، شفاف، میٹھی بارش کی طرح ہے جسے پودے اپنی جڑوں کے ذریعے پی کر اپنے ذائقے بدلا کرتے ہیں۔ چنانچہ کڑوے کی کڑواہٹ اور میٹھے کی مٹھاس بڑھتی ہے۔ اسی طرح لوگ علم کو اپنی ہمتوں اور خواہشوں کے مطابق حاصل کرتے ہیں اور اس سے متکبر کا تکبر اور تواضع و انکسار بڑھتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جس جاہل کا نصب العین اور مطمع نظر تکبر ہوتا ہے جب وہ علم حاصل کر لیتا ہے تو اسے ایسی چیز مل جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اور زیادہ تکبر

Marfat.com

کر سکتا ہے اور وہ تکبر ہی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور جب کوئی شخص بے علمی کے باوجود اللہ سے خائف رہتا ہے تو جب وہ علم حاصل کرتا ہے تو اسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کے لئے خوف خدا کے مکمل دلائل لائے گئے ہیں۔ چنانچہ اس کا خوف، شفقت اور انکساری بڑھتی ہے۔

پس! تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے بڑا سمجھے اور انسان کسی کمال کی وجہ سے خود کر بڑا سمجھتا ہے حالانکہ کمال یہ ہے کہ جس قدر علم حاصل ہوتا رہے اس قدر تواضع میں بڑھتا رہے۔

لہٰذا طالب علم کو چاہے کہ کبھی اپنی علمی قابلیت پر تکبر نہ کرے بلکہ عاجزی وانکساری کا پیکر بنے۔ کہ جو شاخ زیادہ پھل دار ہو اتنی ہی زیادہ جھکی ہوئی ہوتی ہے۔

چنانچہ پیارے طلباء اپنے آپ کو عاجزی کا پیکر بنائیں وقت بے وقت اپنی علمی قابلیت کا اظہار کر کے لوگوں پر اپنی علمیت ظاہر کرنے کی کوشش نہ کریں بلکہ غرور وتکبر سے اجتناب کریں۔

حسد سے بچے

طالب علم کو چاہیے کہ ہر حال میں حسد سے بچے اور کسی طالب علم کی اچھی کارکردگی سے حسد نہ کرے اور اس کی صلاحیت ضائع ہونے کی تمنا نہ کرے۔ حسد کی ممانعت اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ (النساء: 32) ترجمہ: ''اور اس کی آرزو نہ کرو جس سے اللہ نے تم میں ایک کو دوسرے پر بڑائی دی''۔ (کنزالایمان)

حسد نہایت بری صفت ہے حسد کرنے والا دوسرے کو اچھے حال میں دیکھتا ہے تو اپنے لئے اس کی خواہش کرتا ہے اور سابقہ میں یہ بھی چاہتا ہے کہ اس کا بھائی اس نعمت سے محروم ہو جائے تو یہ ممنوع ہے بندے کو چاہیئے کہ اللہ کی تقدیر پر راضی رہے اس نے جس بندے کو جو فضیلت دی خواہ دولت وغنا کی یا دینی مناصب ومدارج کی یہ اس کی حکمت ہے۔

(خزائن العرفان صفحہ 149)

Marfat.com

نیز حسد ایک ایسی مہلک آفت و برائی ہے جو نیکیوں کو جڑ سے کھود ڈالتی ہے بلکہ اس کا نام ونشان بھی مٹا دیتی ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے''۔ (مسلم صفحہ 126 کتاب البر والصلۃ والادب)۔

حسد ایک ایسی بیماری ہے جو مخفی طریقے سے انسان کے قلب میں داخل ہو جاتی ہے اور کوئی شخص اس سے خالی نہیں۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تین باتیں ایسی ہیں کہ کوئی انسان ان سے خالی نہیں ہوتا یعنی

1۔ بدگمانی 2۔ حسد 3۔ بدشگونی

اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ ان کا علاج کیوں کر ممکن ہوسکتا ہے اور وہ یوں ہے کہ جب گمانی پیدا ہو جائے تو دل میں اس کے بارے میں تجسس اور کرید سے کام نہ لو یعنی دل کو اس سے فارغ رکھو تا کہ کینہ کی صورت پیدا نہ ہو اور کسی بدشگونی یا فالِ بد کا سامنا ہو تو اس پر اعتماد ہی مت کرو اور جب حسد ظہور پذیر ہو تو زبان کو قابو میں رکھو اور ہاتھوں سے کوئی انتقامی کاروائی سرزد نہ ہونے دو تا کہ معاملہ طول نہ کھینچے۔ (تزکیہ القلوب)

حسد نہ کرنے والے کے لئے حدیث مبارکہ میں کیسی زبردست بشارت ہے کہ!

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم چاہتے ہو کہ بہشت میں تمہارا درجہ مثل پیغمبروں کے درجے کے ہو تو حسد کسی سے مت کرو۔

جس طرح حسد نہ کرنے پر بشارت ہے اسی طرح حسد کرنے والوں کے لئے سخت وعید بھی موجود ہے کہ:

حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ ''حاسد، چغل خور اور کاہن یہ تینوں نہ میرے ہیں اور نہ میں ان کا ہوں''۔ (طبرانی)

Marfat.com

اگر کوئی طالب علم دوسرے طالب علم پر حسد کرکے اور اس کی نعمت زائل ہونے کی تمنا کرے تو اس کی اس قبیح عادت وعمل سے خود اس کی عاقبت خراب ہوتی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جس کو جو نعمت دینا چاہتا ہے وہ دیتا ہے۔

جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ" اللہ تعالیٰ بندے پر اپنی کوئی نعمت پوری کرنا چاہے تو کر کے رہتا ہے حاسد خواہ کتنا ہی حسد کیوں نہ کرے"۔

اسی طرح ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حاسد کی علامت یہ ہے کہ وہ طمع کی وجہ سے تیرے قریب ہوتا ہے لیکن اپنی بدخلقی اسے تجھ سے دور کر دیتی ہے تمام لوگوں سے زیادہ حسد کرنے والے اقرباء اور ہمسائے ہوتے ہیں کیونکہ وہ انعامات دیکھتے ہیں اور ان پر حسد کرتے ہیں بخلاف ان لوگوں کے جو دور ہوں۔

حضرت حنف بن قیس کا قول ہے کہ حاسد کے لئے راحت نہیں اور بد خلق کے لئے سیادت نہیں یعنی سرداری نہیں۔

محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کسی کے دین یا دنیا پر کبھی حسد نہیں کیا اور یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا کرم ہے۔

مسعر ین کدام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سلف اپنے دوستوں کو وفور شفقت سے پند ونصیحت کرتے تھے لیکن آج کل نصیحت عداوت کے مانند ہے۔ میں کسی کو نصیحت کرتا ہوں تو وہ میرے عیوب کی تلاش کرتا ہے اور میری نصیحت پر عمل کرنا بھول جاتا ہے۔

(تنبیہ الغافلین)

حضرت مغویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ہر انسان کو راضی کر سکتا ہوں سوائے حاسد کے کیونکہ وہ بغیر اس کے یہ نعمت مجھ سے زائل ہو جائے راضی نہیں ہوگا۔

کسی کا قول ہے کہ حاسد (حسد کرنے والا) جاحد (انکار کرنے والا) ہے اس لئے کہ وہ واحد (اللہ تعالیٰ) کی قضا پر راضی نہیں ہوتا یوں بھی کہا گیا ہے کہ حاسد سردار نہیں بن سکتا۔

حسد کرنے والے کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تمہارے سامنے آئے تو چاپلوسی کرے اور

Marfat.com

جب چلا جائے تو غیبت کرے اور جب محسود پر مصیبت نازل ہو تو وہ خوش ہو۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ ''حسد مذموم ہے اور حسد کرنے والا مغموم رہتا ہے''۔

(الجامع الاحکام القرآن جلد 2 صفحہ 71)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ کی نعمتوں سے عداوت نہ رکھو'' ان سے پوچھا گیا اللہ کی نعمتوں سے عداوت کون رکھ سکتا ہے؟

''جو لوگوں سے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی وجہ سے حسد کرتا ہے''۔

(الجامع الاحکام القرآن جلد 5 صفحہ 251)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ منہاج العابدین میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حسد کی بڑی خرابی یہ ہے کہ اس سے دل اندھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے کسی حکم کے سمجھنے کی بھی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔

حضرت سلمان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیشہ کے لئے خاموشی اختیار کرلو تو تم متقی و پرہیزگار بن جاؤ گے اور دنیا کی لالچ نہ کرو تو تم ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رہو گے اور لعن طعن نکتہ چینی نہ کرو لوگوں کے طعن و تشنیع سے محفوظ رہو اور حاسد نہ بنو تو تمہاری عقل و سمجھ تیز ہو جائے گی۔ (منہاج العابدین صفحہ 163-162)

پس پیارے طلباء اپنے آپ کو حسد جیسی مذموم صفت سے بچائے رکھیں ہاں! یہ تمنا جائز ہے کہ جیسا یہ باصلاحیت ہے اللہ عزوجل مجھے یعنی ایسا ہی باصلاحیت بنادے۔

جھوٹ سے پرہیز

طالب علم کو چاہیے کہ جھوٹ نہ بولے کہ اس سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہیں جھوٹ بولنے سے کسی قسم کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا بلکہ دین و دنیا کا نقصان ہی ہوتا ہے جھوٹ بولنے والے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

کیونکہ جھوٹ گناہوں کا دروازہ ہے اس سے بے شمار برائیاں جنم لیتی ہے۔ جھوٹا شخص اللہ عزوجل کے قرب سے ہمیشہ محروم رہتا ہے۔

Marfat.com

جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے بارے میں ارشاد فرمایا!

قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ (یونس:69)

ترجمہ: ''تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا''۔

(کنزالایمان)

حدیث مبارکہ میں بھی سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ جیسا کہ ذیل کی روایت میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ فسق کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور فسق جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔ ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (مسلم صفحہ 223 کتاب البر والصلۃ ولادب)

اس طرح ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کی نفی ہے۔ (مسند امام احمد)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں مومن بندے کی شان یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولے۔

امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

بندہ پورا مومن نہیں ہوتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ کو نہ چھوئے اور جھگڑا کرنا نہ چھوڑے اگرچہ سچا ہو۔ (بہار شریعت حصہ 16 باب حضروا باحت صفحہ 91)

فقیہ ابولیث رضی اللہ عنہ اپنی سند سے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر سچی بات اللہ تعالیٰ کی ہے اور سب سے باعظمت بات

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور بدترین اندھا پن دل کا اندھا ہونا اور جو مال کم ہو اور کفایت کرے اس مال سے بہتر ہے جو بہت ہو اور غفلت پیدا کرے بہترین غنا نفس کی غنا ہے بہترین توشہ تقویٰ ہے اور جھوٹی زبان خطاؤں میں سب سے بڑھ کر ہے۔(تنبیہ الغافلین صفحہ 166)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جھوٹا آدمی کبھی بلند درجہ تک نہیں پہنچ سکتا جھوٹ میں گو وقتی سکون حاصل ہوتا ہے مگر موجب ہلاکت ہے۔

لہٰذا طالب علم کو چاہئے کہ جھوٹ جیسی نحوست سے اپنے آپ کو بچائے کہ جھوٹ روحانیت کو بھی خراب کرتا ہے اور دل کو بھی سیاہ اور غفلت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

غیبت سے اجتناب کرے

طالب علم کو چاہئے کہ اپنے آپ کو غیبت جیسی قبیح صفت سے بچائے غیبت بہت مذموم ہے کہ اس سے آپس میں بدگمانی اور دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں اس کی مذمت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا'' (کنز الایمان)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی اس کی بہت مذمت آئی ہے جیسا کہ ذیل کی روایت سے ثابت ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے اس غیبت کا ذکر کرو جس کا ذکر اس کو ناپسند ہو کہا گیا یہ بتایئے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب ہو جس کا میں ذکر کروں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم نے وہ عیب بیان کیا کہ جو اس میں ہے تبھی تو تم نے اس کی

غیبت کی ہے اور اگر وہ عیب بیان کیا جو اس میں نہیں ہے تم نے اس پر بہتان لگایا ہے۔
(مسلم صفحہ 167 کتاب البر والصلۃ والادب)

غیبت کرنا اس قدر عظیم گناہ ہے کہ حدیث مبارکہ میں اس کو زنا سے سخت تر کہا گیا ہے۔
چنانچہ حضرت ابو سعید اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! غیبت کس طرح زنا سے زیادہ شدید ہے۔

فرمایا آدمی زنا کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک مغفرت نہیں ہوگی جب تک وہ شخص اس کو معاف نہیں کرے گا جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

(مسلم صفحہ 172 کتاب البر والصلۃ والادب)

امام غزالی علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ غیبت یہ ہے تم اپنے بھائی کے متعلق اس چیز کا ذکر کرو جس کا ذکر اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار ہو۔ خواہ اس کے بدن کا نقص ذکر کرو یا اس کے نسب کا یا اس کے اخلاق کا یا اس کے قول و فعل کا یا اس کے دین کا یا اس کی دنیا کا حتیٰ کہ اس کے کپڑوں یا مکان سواری کے متعلق کسی عیب کا ذکر کرو۔ (احیاء العلوم جلد 7 صفحہ 539)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کسی دوسرے کی غیبت مت کرو بلکہ اس کا ذکر خیر کیا کرو تا کہ جب وہ تمہارا ذکر کرے تو تمہیں بھی اچھے لفظوں میں یاد کرے۔

(تزکیۃ القلوب صفحہ 461)

حضرت حاتم زاہد علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ تین چیزیں جب کسی مجلس میں ہوں تو وہاں سے رحمت ہٹادی جاتی ہے۔ 1۔ دنیا کا ذکر، 2۔ ہنسی، 3۔ لوگوں کی غیبتیں۔

(تزکیہ القلوب صفحہ 459)

غیبت کرنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی

غیبت کی گئی اس کے نامہ اعمال میں ڈال دی جاتی ہیں۔

حضر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے بتایا کہ فلاں شخص نے آپ علیہ الرحمہ کی غیبت کی ہے آپ نے کھجوروں کا ایک طبق اس کے ہاں بھیجا اور کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیوں کا ہدیہ مجھے دیا ہے میرے جی میں آئی کہ آپ نے اپنی نیکیوں کا ہدیہ مجھے دیا ہے کہ کامل معاوضہ دینے کی مجھے قدرت نہیں۔(تزکیہ القلوب صفحہ 462)

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں غیبت کا ذکر آیا تو فرمایا اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنے والدین کی کرتا کیونکہ وہ نیکیوں کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔(تزکیہ القلوب صفحہ 459)

لہذا پیارے طلباء غیبت جیسی مذموم صفت سے اپنے آپ کو بچائیں تاکہ علم دین کی صحیح روح حاصل ہو سکے۔

چغلی سے بچے

طالب علم کو چاہئے کہ چغلی جیسی قبیح عادت سے بچے کہ چغلی کھانے والے کو بدترین کہا گیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:''بہت طعنے دینے والا بہت ادھر کی ادھر لگاتا پھرنے والا''۔(القلم:11)

اسی طرح چغلیوں کے لئے حدیث مبارکہ میں وعید آئی ہے کہ! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا''۔

(جامع ترمذی صفحہ 296 باب البر والصلۃ)

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بہترین بندے وہ ہیں جو دکھائی دیں تو اللہ یاد آئے اور اللہ کے بدترین بندے وہ ہیں جو چلتے پھرتے چغلی کرتے ہیں دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں اور بے قصور لوگوں میں عیب تلاش کرتے ہیں۔(مسند احمد جلد 4 صفحہ 227)

Marfat.com

طالب علموں کو چغلی سے بچنا بہت ضروری ہے کہ بعض اوقات اسی بری عادت کی وجہ سے مدرسوں اور تعلیمی اداروں میں فساد برپا ہو جاتا ہے لوگوں کے دلوں میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے جو دین کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث بن جاتی ہے۔

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ قاموس سے نقل کرتے ہیں کہ اکسانے، بھڑکانے اور فساد ڈالنے کے لئے کسی قوم میں بات کو پھیلانا اور اپنی بات کو جھوٹ سے مزین کرنا چغلی ہے۔

(تاج العروس صفحہ 84 جلد 9)

بزرگان دین کے اقوال سے بھی چغلی کی مذمت واضح ہوتی ہے کہ حضرت یحییٰ بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چغل خور جادوگر سے برا ہے اور چغل خور چند لمحوں میں وہ کام کر گذرتا ہے جو جادوگر مہینے میں نہیں کر پایا اور کہتے ہیں چغل خور کا کام شیطان سے بھی زیادہ مضر ہے کیونکہ شیطان کا عمل وسوسہ اور خیال کی شکل میں ہوتا ہے اور چغل خور کا عمل مشاہدہ کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَمَّالَةَ الْحَطَبِ، ''جو لکڑیاں لادکر لاتی ہے''۔ (اللھب :4)

اکثر مفسرین فرماتے ہیں الحطیب سے مراد چغل خوری ہے اور اسے الحطیب کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ باہمی عداوت اور لڑائی کا سبب ہے گویا کہ یہ لڑائی کو بھڑکانے کا ایندھن ہے۔ (تنبیہ الغافلین صفحہ 180)

اکثم بن صفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذلیل لوگ چار قسم کے ہیں، 1۔ چغل خور، 2۔ مقروض، 3۔ یتیم کا مال کھانے والا، 4۔ جھوٹا شخص (تنبیہ الغافلین صفحہ 180)

بہت سے طالب علموں میں یہ منحوس عادت ہوتی ہے کہ وہ مدرسے کے اساتذہ اور ساتھیوں کی چغلی لگاتے پھرتے ہیں اور عظیم تباہی کا باعث بنتے ہیں حالانکہ ان کے گھروں میں بھی بعض اوقات ایسی باتیں واقع ہو جاتی ہیں جو وہ لوگوں کو بتانا پسند نہیں کرتے لیکن مدرسے اور استاد کی برائیاں بیان کرنے اور چغلی لگانے سے نہیں چونکتے اور اس سے بسا اوقات تباہی پھیلتی ہے کہ خدا کی پناہ! طالب علم یہ بات یاد رکھیں کہ ''چغلی اگر درست بھی ہو تو

Marfat.com

نہیں کرنی چاہئے''۔

کیونکہ بسا اوقات وہ جو کچھ بھی سمجھ رہے ہوتے ہیں حقیقت میں ویسا معاملہ نہیں ہوتا لیکن وہ خود بدگمانی کا شکار ہو کر لوگوں کو بھی بدگمانی میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

کاش! طالب علم اس قبیح عادت سے بچیں اور اپنے اساتذہ اور مدرسے کو اس کا نشانہ نہ بنائیں۔

بدنگاہی سے بچیں

طالب علم کا ایک اچھا وصف یہ بھی ہے کہ وہ بدنگاہی سے بچے اور اپنی نگاہیں نیچی رکھے۔ نگاہوں کو جھکائے ہوئے رکھنا مومنوں کی نیکیوں کو بڑھانے اور زیادہ کرنے کا سبب ہے۔ نظر کو جھکا کر رکھنا دل کو پاکیزہ رکھتا ہے۔ اور طاعت خیر میں اضافہ کا ذریعہ ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اگر تم نیچی نگاہ نہ رکھو بلکہ کھلم کھلا نگاہ ہر چیز پر ڈالو تو پھر کبھی کبھی تم بے سود ادھر ادھر نگاہِ ڈالنا شروع کر دو گے اور پھر آہستہ آہستہ جان بوجھ کر نگاہ ڈالنے کی عادت ہو جائے گی تو یہ گناہ عظیم ہوگا اور بہت ممکن ہے کہ تمارا دل حرام چیز پر مائل ہو جائے اور تم تباہ برباد ہو جاؤ۔

جب تم ہر وقت نگاہ نیچی رکھو گے اور اسے بے سود اور لایعنی چیزوں پر نہیں ڈالو گے تو تمہارا سینہ وسوسوں سے پاکیزہ رہے گا دل فارغ ہوگا۔ اور خطرات سے راحت میں رہو گے۔ تمہارا نفس مصیبتوں سے محفوظ رہے گا اور نیک کاموں کی طرف زیادہ توجہ دے سکو گے اور دین کا علم نور بن کر دل میں اتر جائے گا۔

بدکلامی سے بچے

طالب علم کو چاہئے کہ فحش گفتگو و بدکلامی سے بچے چونکہ گفتگو انسان کی شخصیت کا آئینہ ہوتی ہے لہٰذا طالب علم کی گفتگو پاکیزہ و شائستہ ہونی چاہئے اور کردار عمدہ ہونا چاہئے بہت سے طلباء آپس میں بے تکلفی سے ابے، اوئے یا دیگر غلط جملوں سے ایک دوسرے کو مخاطب کرتے ہیں، اس سے دیکھنے والے پر غلط اثر مرتب ہوتا ہے اور خود طلباء کا وقار مجروح ہوتا

Marfat.com

ہے، نیز فحش گفتگو سے بھی پرہیز کرے اس سے دل و دماغ پر گندہ اثر ہوگا اور اس کے لئے سخت وعید بھی ہے۔

مدینے کے تاجدار شہنشاہ ابرار جناب احمد مختار ﷺ کا ارشاد خوشبودار ہے۔ "بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ جب انہیں دوزخ میں لے جائیں گے تو ان کے منہ سے ایسے سخت بدبو اور تعفن نکل کر دوزخ میں پھیل جائے گا کہ خود اہل دوزخ چیخ اٹھیں گے اور پوچھیں گے کہ یہ کون ہیں؟ تب انہیں بتایا جائے گا کہ یہ وہ بدبخت ہیں جو فحش کلامی سے کام لیتے تھے اور ایسی جگہوں پر جانے کے بھی بہت مشتاق تھے جہاں بدزبانی اور فحش گوئی ہوا کرتی تھی"۔

(کیمیائے سعادت)

حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "اللہ عزوجل کے ذکر کے علاوہ اور گفتگو زیادہ نہ کرو ورنہ تمہارا دل سخت ہو جائے گا اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے نیز تم لوگوں کے عیوب کو آقاؤں کی طرح نہ دیکھو اور نہ جاننے کی کوشش کرو بلکہ اس طرح دیکھو کہ گویا تم ہی غلام ہو"۔

(تنبیہ الغافلین صفحہ 75)

نیز طالب علم فضول گوئی سے بھی بچے کہ اس کی وجہ سے دل کی تاریکی اور سختی لاحق ہو جاتی ہے جو اس نور علم و معرفت کو ختم کر دیتی ہے جس میں دل کی حیات کا راز مضمر تھا اور ایسی کیفیت سے علم کی قلبی لذت سے محرومی ہو جاتی ہے نیز فضول گفتگو سے بچنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ زبان الٹی سیدھی چلتی ہے تو کبھی مدرسے میں فساد برپا کروا دیتی ہے اور کبھی آپس میں ساتھیوں میں فتنے کا سبب بنتی ہے۔ نیز کبھی استاد کی بے ادبی بھی کر گزرتی ہے کیونکہ شیطان زبان کے راستے حملہ آور ہو کر انسان کو مصیبت کے کنویں میں پھینک دیتا ہے۔ اس لئے زبان کو قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں زبان سے زیادہ کوئی چیز زیادہ قید رکھنے کی محتاج نہیں"۔ (فیضان سنت)

Marfat.com

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی دوشاخیں ہیں حیااور خاموشی اور نفاق کی دوشاخیں ہیں فحش گوئی اور زیادہ بولنا''۔

نیز کم بولنے والے کو اچھے عمل کی توفیق بھی نصیب ہوتی ہے کہ حضرت یونس بن عبید رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' جو شخص زبان کو سنبھال کر استعمال کرتا ہے میں اس کو اچھا عمل کرتے دیکھتا ہوں''۔

نیز خاموش رہنے والا حکمت کی دولت سے بھی مالا مال ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوخلاد رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اسے دنیا کی بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمت عطا کی گئی ہے تو ان کی صحبت اختیار کرو کیونکہ اسے صاحب حکمت بنایا گیا''۔

(اشعہ للمعات جلد 6 صفحہ 493)

لہٰذا کامیاب طالب علم بننے کے لئے ازحد ضروری ہے کہ فحش گفتگو اور بے جا گفتگو سے بچا جائے تاکہ علم وحکمت حاصل ہو۔

تنگی معاش سے پریشان نہ ہو

دوران طالب علمی اگر معاشی طور پر کوئی تنگی آئے تو پریشان نہ ہو بلکہ استقامت کے ساتھ حصول علم میں لگا رہے اور حضور ﷺ کے شاگردوں (اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا تصور کرے کہ ان پر کیسی کیسی پریشانیاں آئیں، ان اصحاب صفہ کا حال یہ تھا کہ کئی کئی دن ان پر فاقہ ہوتا تھا۔ کہیں کچھ مل گیا تو کھالیا۔

حضور ﷺ کو کسی نے کچھ دیا اس کو آپ ﷺ نے ان پر تقسیم کردیا، ورنہ فاقہ پر صبر کرتے اور حصول علم میں لگے رہتے اس حالت میں انہوں نے حضور ﷺ سے علم حاصل کیا اور تمام عالم کو اس سے سیراب کیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے'' یہ علم اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتا جب تک اس کی راہ میں فقر وفاقہ کی لذت نہ چکھی جائے اپنے استاد ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کی غربت اور

Marfat.com

مصیبت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ اس قدر نادار ہو گئے تھے کہ ان کو گھر کی چھت تک فروخت کرنی پڑی ان کی غذا یہ تھی کہ مدینے منورہ کے کوڑے پر سے سڑی ہوئی کشمش چن چن کر ان کو صاف کر کے کھالیا کرتے۔ (جامع العلم)

امام طبرانی نے علم حدیث کی طلب میں بڑی محنت و مشقت اٹھائی، تیس برس تک ان کے پاس بستر نہیں رہا، چٹائی پر سوئے رہے، اس طرح کے اور بے شمار واقعات ہیں کہ انتہائی ناداری اور تنگی کے حال میں استقامت اور صبر سے علم کے حصول میں لگے رہے اور آگے چل کر اللہ نے ان لوگوں سے دین کی وہ خدمت کی کہ وہ عالم اسلام کے پیشوا امام بنے۔

حرام اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کرے

طالب علم کھانے پینے میں بہت احتیاط کرے حرام اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کرے اور دیانت، امانت وتقویٰ کو اپنا شعار بنائے۔

حلال روزی کھائے حرام سے بچے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ کنزالایمان: اے پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو"۔

(المومنون:51)

مفسرین نے نکتہ لکھا ہے کہ عمل صالح کرنے میں اکل طیب کو اس لئے مقدم کیا کہ عمل صالح کرنے میں اکل طیب کو دخل ہے بغیر حلال روزی کے عمل صالح نہیں ہوتا۔

حضور ﷺ نے دعا فرمائی ہے۔ "اے اللہ میں تجھ سے پاک رزق، علم نافع اور قبول کے لائق عمل کا سوال کرتا ہوں" معلوم ہوا کہ حلال و پاک روزی کے بغیر علم نافع اور عمل صالح کا حصول ممکن نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا حال "بستان المحدثین" میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ملک شام میں کسی سے قلم عاریۃً لیا تھا اس کو دینا بھول گئے اور اپنے وطن مرو آ گئے اس وقت خیال آیا تو اس قلم کو دینے کے لئے پھر ملک شام کا سفر کیا یہ بھی فرمایا میرے نزدیک

شک وشبہ کا ایک درہم واپس کر دینا لاکھ درہم راہ خدا میں صرف کرنے سے بہتر ہے ا
کے بعد صالحین میں سے کسی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ابن مبا
رضی اللہ عنہ فردوس اعلیٰ میں پہنچ گئے۔

غیرضروری مشاغل سے اجتناب

کامیاب طالب علم بننے کے لئے ضروری ہے کہ دنیا کے شغل ختم کردے اور اپنے و
واقارب سے دوری اختیار کرے۔ نیز غیرضروری اور بے فائدہ کاموں سے دور رہے
حدیث پاک میں ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی علی
الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: بندے کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ کام چھوڑ دے جو بے فائ
ہو اور کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ''علم تجھ کو تھوڑا حق نہ دے گا جب تک تو اس کو اپنی جان ودل
حوالے نہ کردے''۔

......علم ایک معنوی نور ہے جس طرح معنوی نور کے حصول میں اوراد و وظائف ہیں اور
بیداری وقلت کلام وترک مجالس وانام کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے بھی اسی طرح تنہائی
ضروری ہے۔

......علم افعال قلب سے ہے۔ جب تک قلب اسے پورے دھیان سے نہ حاصل کرے،
صرف زبانی کلامی رٹ لگانے سے کام نہیں بنے گا۔

پس کامیاب طالب علم بننے کے لئے ضروری ہے کہ غلط قسم کی دوستیوں سے بچا جائے،
دنیاوی مصروفیات کم سے کم کردی جائیں۔ فضول کاموں سے اجتناب کیا جائے۔ انتہائی
یکسوئی کے ساتھ علم حاصل کیا جائے۔

چنانچہ طالب علم کو ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ عیش پسندی میں نہ
پڑے، کھانے پینے میں معمولی حالت اختیار کرے۔

اکابرین کی دور طالب علمی کی زندگی اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ ایک اچھا طالب علم وہ
ہے جو غیرضروری اور فضول مشغولیات سے اجتناب کرے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت مولانا مفتی علی نعمانی رحمہ اللہ، سربراہ دارالعلوم امجدیہ حضرت مصلح الدین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ قاری صاحب طلباء کے ساتھ کھیل کود میں زیادہ مشغول نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ وہ زیادہ تر تنہائی اختیار فرماتے تھے۔ آپ کی یہ عادت کم عمری ہی سے تھی، گوشۂ تنہائی میں زیادہ تر قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتے یا مطالعہ فرمایا کرتے۔

''حضور شیر بیشہ اہلسنّت مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ''۔ آپ تمام طلباء میں عقیل وفہیم، ذکی مشہور تھے۔ بچپن میں آپ کو کھیل کود سے نفرت رہی، تھیٹر تماشہ کبھی نہیں دیکھا، آپ کو مدرسے کا آفتاب کہا جاتا تھا۔

اسی طرح ''استاذ الاساتذہ حضرت قبلہ محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ الرحمہ'' کے اساتذہ کرام ان کے تعلیمی دور کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ''مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ'' نے اپنی تعلیمی دور میں نہ مار کھائی نہ کبھی جھڑکی کھائی نہ کبھی کوئی شرارت کی اور نہ شرارت پر مار کھائی۔ ہمیشہ نہایت مودب ومہذب رہتے۔ اپنا تمام سبق باکمال وباتمام پوری محنت سے یاد کرتے''۔

حدیث میں حافظ ابن البر رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھیں ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تصنیف وتالیف ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ لوگوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہتے، رات بھر لکھنے میں مشغول رہتے۔ گرمی کے دنوں میں جب گرمی ستاتی تو ایک گیلن میں پانی بھر لیتے اور اس میں بیٹھ جاتے اور لکھتے رہتے۔ ان کی ایک مشہور رباعی ہے۔

لقاء الناس لیس یقید شیئا سوی الھذیان من قیل و قال

فاقلل لقاء الناس الا لا خذ العلم او اصلاح الحال

ترجمہ: ''لوگوں سے ملنے جلنے میں کوئی فائدہ نہیں یہی ہے کہ بکواس ہو اور نری بات چیت ہو، پس لوگوں سے ملنا جلنا کم کرو (بس یہی دو وجہوں سے ملو) یا تو علم حاصل کرنے کے لئے یا اصلاح کے لئے''۔

Marfat.com

پس پیارے طلبا! علم کو یکسوئی کے ساتھ حاصل کرو اور دیگر تمام فضولیات سے اجتناب کرو۔

مدنی انعامات پر عمل کرے

طالب علم کو چاہئے کہ مرشد کریم کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرے کہ اس سے تقوی پیدا ہوگا اور جو صاحب تقوی ہوا وہ اللہ کی بارگاہ میں معزز ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (حجرات:13) ترجمہ: ''بے شک اللہ کے ہاں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے'' (کنزالایمان)۔ نیز وہ خوش نصیب سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ کے بھی قریب ہو جائے گا۔

جیسا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث کا آخری حصہ ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے سب سے قریب وہ شخص ہیں جو صاحب تقوی ہیں جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں''۔ (اشعۃ للمعات جلد 6 صفحہ 286)

چنانچہ تقویٰ کی دولت پانے کے لئے اخلاص اور استقامت کے ساتھ مدنی انعامات پر عمل کرے کہ عامل مدنی انعامات کو تقوی کی دولت نصیب ہوگی۔ اور اس دولت کی بدولت محبوب ﷺ کی دولت نصیب ہوگی۔

......نیز مدنی انعامات پر عمل کرنے سے مرشد کریم دامت برکاتہم العالیہ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور مرشد کریم دامت برکاتہم العالیہ کی ذات دنیا و آخرت کی تنگ و تاریک گھاٹیوں کو طے کرواتی ہے۔

......مدنی انعامات پر عمل کرنے سے نیکیوں کی فراوانی نصیب ہوتی ہے۔ اور نیکیوں کی فراوانی علم میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ علم ایک نور ہے جو گناہ گاروں کو نہیں ملتا۔ لہٰذا گناہوں کو چھوڑ کر نیکیوں کی فراوانی کی کوشش کرے کہ علم کی فراوانی نصیب ہوگی۔ طالب علم کو چاہئے۔

......نیز مدنی انعامات پر عمل کرنے سے استقامت نصیب ہوتی ہے اور راہِ سلوک میں

Marfat.com

استقامت بہت اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعمال پر استقامت سے ''قلب نورانی'' ہو جاتا ہے اور جتنا قلب نورانی ہوگا اتنا ہی علم کی لذتوں سے سرشار ہوگا۔

نیز صدق واخلاص سے مدنی انعامات پر عمل کرنے سے ولایت کے درجات بھی طے ہوں گے کیونکہ مدنی انعامات پر عمل کرنے والے کے لئے امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں ''جو کوئی ان انعامات کے مطابق اخلاص کے ساتھ اللہ عزوجل کی رضا کے لئے اعمال کرے گا وہ انشاءاللہ عزوجل کا ولی بن جائے گا''۔

واسطہ میرے پیرومرشد کا...... مجھ کو تو متقی بنا یارب

نیز مدنی انعامات پر عمل کرنے سے کردار کی اصلاح بھی ہوتی ہے تو کیا ہی خوب ہو کہ جب علم سے فراغت پائیں تو مدنی انعامات پر عمل کر کے ولایت پانے میں بھی کامیاب ہو جائیں۔ اور مرشد کریم دامت برکاتہم العالیہ کی اس دعا سے حصہ پائیں کہ ''اے اللہ عزوجل! مجھے اور جو مدنی انعامات پر عمل کرتے ہیں ان کی جنت الفردوس میں سرکار علیہ الصلوۃ والسلام کے پڑوس میں جگہ عطا فرما''۔ (آمین)

تو ولی اپنا بنا لے اس کو رب لم یزل　　مدنی انعامات پر کرتا ہے جو کوئی عمل

نیز طالب علم کو چاہیے کہ سنتوں پر عمل کرے کہ سنتوں پر عمل کرنے سے سرکار مدینہ ﷺ کا فیض بھی نصیب ہوتا ہے۔ اور علم بغیر فیض کے حاصل نہیں ہوتا۔

جیسا کہ حضرت شاہ برکت اللہ ماہروی فرماتے ہیں ''علم خالص اللہ تعالیٰ کی مدد اور رسول اللہ ﷺ کے فیض سے ملے گا''۔

سنتوں پر عمل کرے

ایک کامیاب طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ پیارے مصطفےٰ ﷺ کی سنتوں پر پابندی سے عمل کرے کہ سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر ہر ادا کی اتباع ہی بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی سے سرفراز کر دیتی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد مبارکہ ہے۔

Marfat.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (آل عمران:31)

ترجمہ: ''اے اللہ کے محبوب (ﷺ) تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے'' (کنز الایمان)۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضور صدر الافاضل فرماتے ہیں کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے جب آدمی سید عالم ﷺ کی اطاعت اختیار کرلے۔

(خزائن العرفان صفحہ 92)

نیز سنتوں پر عمل کرنے سے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ سرکار مدینہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا''۔ (مشکوٰۃ)

نیز سنتوں سے محبت رکھنے والوں کے لئے اللہ عزوجل کی رحمت کی دعا ہے کہ مدینے کے تاجدار ﷺ کا ارشادِ خوشبودار ہے۔ ''میرے جانشینوں پر اللہ عزوجل کی رحمت'' عرض کیا گیا ''یارسول اللہ ﷺ آپ کے جانشین کون ہیں؟'' فرمایا'' جو میری سنت سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ عزوجل کے بندوں کو علم سکھاتے ہیں''۔

سنت پر عمل کرنے والے کو خوف خدا بھی حاصل ہوتا ہے جیسا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ کے راستے اور ان کی سنت کو لازم پکڑلو کیونکہ جو شخص نبی ﷺ کے طریق اور سنت کے مطابق عبادت کرتا ہے اور رحمٰن عزوجل کا ذکر کرتا ہے۔ اور خوف خداوندی سے اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں ایسے شخص کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی''۔

نیز سنتوں پر عمل کرنے والا طالب علم علم وحکمت کی باتیں سیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''جس نے اپنے قول وعمل میں سنت نبوی ﷺ کو اپنے اوپر حاکم

Marfat.com

بنالیاوہ علم وحکمت کی باتیں کرے گا‘‘۔

پس اگر کامیاب طالب علم بننا ہے اور طالب علم چاہتا ہے علم وحکمت سے اس کا سینہ پر نور ہو جائے تو اسے چاہئے کہ سنتوں پر پابندی سے عمل کرے۔

کتابوں وآلاتِ علم کا ادب کرے

پیارے طلباء! جن کتابوں سے علم حاصل کیا جاتا ہے، ان کا ادب بھی انتہائی ضروری ہے۔ متعلم کو علم کی توقیر کرنی چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ کتابیں زمین پر رکھے۔

استنجاء کے بعد کتابیں چھونا چاہے تو وضو کر لینا مستحب ہے۔ باوضو رہنے کی عقلی وجہ یہ کہ اصل میں علم نور ہے اور وضو بھی نور ہے۔ لہٰذا علم کا نور وضو کے نور سے زیادہ ہو جائے گا۔

1۔ الحاج مفتی احمد یار خان نعیمی کے دور طالب علمی کا واقعہ ہے کہ مدرسہ شمس العلوم کے جس کمرے میں مفتی صاحب رہائش پذیر تھے اس میں دیگر بہت سے طلباء بھی رہتے تھے اور اکثر شور وغل مچاتے رہتے تھے۔ جو مفتی صاحب کے لئے پریشانی کا باعث تھا۔

ایک شب طلبہ نے اتنا غل غباڑہ مچایا اور ہنگامہ آرائی کی کہ مفتی صاحب علیہ الرحمۃ اپنے اسباق کا بالکل مطالعہ نہ کر سکے۔ صبح علامہ قدیر بخش علیہ الرحمہ کی جماعت میں نحو پڑھنے بیٹھے تو پوری توجہ اور یکسوئی کے باوجود سبق بالکل بھی سمجھ میں نہ آیا۔ استاد گرامی سبق کی تقریر کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ اور مفتی صاحب شروع کے سبق سمجھ نہ آنے کے وجہ سے پیچ وتاب کھا رہے تھے۔ بالآخر رو پڑے۔ استاد محترم نے یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا ’’احمد یار کیا معاملہ ہے‘‘۔ ’’آخر خود کردہ را علاج نیست‘‘ مطالعہ بھی نہیں کیا اور سبق سمجھنے کی کوشش کرتے ہو۔

یہ کہہ کر حضرت علامہ نے اسباق میں باوضو بیٹھنے کی تلقین کی۔ استاد گرامی کی نگاہِ کشف وبصیرت دیکھ کر مفتی صاحب حیرت زدہ رہ گئے اور دل میں فیصلہ کیا کہ آئندہ کلاس میں باوضو ہو کر بیٹھا کریں گے۔

2۔ نیز طالب علم کو چاہیے کہ کتابوں کا بھی ادب کرے اور باادب بیٹھ کر مطالعہ کرے۔

Marfat.com

مولانا حماد الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رات طلبہ کے حجروں مخفی طور پر گشت کیا ایک طالب علم کو دیکھا کہ تکیے سے لگا ہوا ہے اور کتاب کے مطالعے میں مصروف ہے۔ دوسرے کو دیکھا کہ دوزانو مستعد بیٹھا ہے، کتاب زیر مطالعہ ہے، اور موقع سے لکھتا جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر تجربہ کار استاد نے پہلے کے بارے میں کہا۔ اِنَّهُ لا يَبلَغُ دَرَجَةَ الفَضلِ ترجمہ: ''یہ مرتبہ فضیلت کو کسی طرح نہیں پہنچ سکتا''۔ دوسرے کے بارے میں فرمایا: سَيَحصل الفَضلَ وَيَكُونُ لَهُ شَان فِي العِلم تجربے نے ثابت کر دیا کہ پیشین گوئی سچی تھی۔

مفتی اعظم ہندنوری

کتابوں کی بہت زیادہ توقیر وادب کرتے تھے۔ اس ادب کی زندہ مثال ان کا موجودہ کتب خانہ (لائبریری) ہے۔ ان کی عادت تھی کہ کتب حدیث پر کوئی دوسری کتاب نہیں رکھتے تھے۔

شیخ ابن جوزی

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث شریف کی کتابیں لکھی تھیں اس کا تراشہ جمع کرتے گئے جب وفات پانے لگے تو وصیت کی کہ میرے غسل کا پانی ان تراشوں سے گرم کیا جائے۔ چنانچہ اس پانی سے ان کو غسل دیا گیا۔ اس کے نیچے وہی پاک ایندھن جلایا گیا۔

حضرت قبلہ عالم

حرمین شریفین سے بہت سی نایاب اور بیش قیمت کتابیں خرید کر لائے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے، لوگ تو ایسے تبرکات خریدتے ہیں جو ختم ہو جاتے ہیں، ہم ایسے تبرکات لائے ہیں جو باقی رہنے والے ہیں اور ذخیرہ آخرت وعاقبت قرار پائے گے۔

سبحان اللہ! بزرگان دین کا تو یہ مبارک عمل کہ کتابوں اور قلم کے تراشوں کا بھی ادب کریں، لہٰذا آج کل کے طلباء کو چاہئے کہ بزرگان دین کے نقش قدم پر چل کر علم حاصل

کریں مگر اب حال یہ ہے کہ نہ انہیں مطالعے کا شوق نہ اپنے اسباق پر توجہ۔ کتابوں کی حالت دیکھیں تو جہاں مرضی آئی ڈال دیں۔ نہ ہی استاد کا ادب بلکہ بغض وعناد۔

پیارے طلباء! یادرکھو جو چیز ادب سے حاصل کی جائے وہ پائیدار بھی ہوتی ہے اور مفید بھی، تاریخ شاہد ہے کہ علماء کو جو کچھ ملا ادب ہی کی بدولت ملا۔ لہٰذا پیارے طلباء اس کتاب کا خوب خوب ادب کرو جو تمہیں دنیا کے اندھیروں سے نکال کر روشنیوں اور جگمگاہٹوں کے سپرد کرتی ہے۔

انما حصلت هذا لعلم بالتعظيم فانی ما اخذت الكا

غذالا بالطهارة

"مجھے علم صرف تعظیم سے نصیب ہوا ہے کیونکہ میں نے سادے کاغذ کو بھی بغیر وضو کو بھی بغیر وضو کے نہیں چھوا"۔ (تعلیم المتعلم)

طالب علم ہر وقت اپنے ساتھ کتاب رکھے جیسا کہ عربی کا مقولہ ہے۔

من لم تلك الافتونی كمالم تثبت الحكمة فی قلبه

ترجمہ: "جس کے ہاتھ کوئی کتاب نہیں اس کے دل میں حکمت باقی نہ رہ سکے گی"۔

نیز طلباء کو چاہئے کہ روشنائی وغیرہ کا بھی ادب کریں ہمارے بزرگانِ دین اپنے علم سے متعلق ہر چیز کا ادب کیا کرتے تھے کہ۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ایک روز بیت الخلاء میں تشریف لے گئے اندر جا کر نظر پڑی کہ انگوٹھے کے ناخن پر ایک نقطہ روشنائی کا لگا ہوا ہے جو عموماً لکھتے وقت قلم کی روانی دیکھنے کے لئے لگایا جاتا ہے فوراً گھبرا کر باہر آگئے اور دھونے کے بعد تشریف لے گئے اور فرمایا اس نقطہ کو علم کے ساتھ ایک تلبس ونسبت حاصل ہے اس لئے بے ادبی معلوم ہوئی کہ اس کو بیت الخلاء میں پہنچاؤں۔

یہ تھا ہمارے اسلاف رحمہم اللہ کا ادب جس کی برکت سے حق تعالیٰ نے ان کو درجات

عالیہ عطا فرمائے تھے۔

درس گاہ کا احترام کرے

طالب علم پر لازم ہے کہ اپنے مدرسے سے اپنی جامعہ مسجد سے اخلاص، پیار، وفاداری کے جذبات رکھے کہ یہ درسگاہ اس کی ''عملی ماں'' ہے جو اس کو اپنی آغوش رحمت میں لے کر اس کی روحانی تربیت کرتی ہے۔

اس لئے طالب علم کو چاہئے کہ کوئی ایسا کام نہیں کرے جس سے اس کے عملی ماں یعنی اس درسگاہ کے وقار کو نقصان پہنچے۔

کہ بزرگان دین ارشاد فرماتے ہیں: جب تم علم حاصل کرو تو تین چیزوں کا خیال رکھو ورنہ علم کی منزل کو نہ پاسکو گے۔

......جس جگہ سے علم حاصل کرو اس کا ادب کرو۔

......جس شخص سے علم حاصل کرو اس کا ادب کرو۔

......جس کتاب سے علم حاصل کرو اس کا ادب کرو۔

اس لئے طالب علم کو چاہئے کہ اپنی درسگاہ کا ادب کرے اس کے نظم وضبط کا خیال رکھے۔ وقت پر پہنچے مدرسے پہنچ کر ادھر ادھر نہ گھومے خود آگے بڑھ کر مدرسے کی صفائی کرے اور اسے صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کرے بیت الخلا کی صفائی کا خیال رکھے، مدرسہ میں گفتگو دھیمی آواز سے کرے شور مچانے سے گریز فرمائے۔

نیز مدرسے کے سامان کی بھی حفاظت کر کے لائٹ، پنکھے وغیرہ ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کرے بعض اوقات بیت الخلاء اور وضو خانے میں پانی ختم ہو جاتا ہے ایسی صورت میں ٹوٹیاں کھلی مت چھوڑیں، نیز مدرسے کی باتوں کی بھی حفاظت کرے کہ ادھر ادھر جا کر اپنے مدرسے کے غلط باتیں کرنا لوگوں کے سامنے اپنے مدرسہ کی خامیاں بیان کرنا بدقسمتی کی بات ہے۔

Marfat.com

کلاس میں بیٹھنے کے آداب/ ساتھیوں کے حقوق

☆ طالب علم پر لازم ہے کہ اپنے رفقاء کا ادب واحترام ملحوظ رکھے۔

☆ ساتھیوں پر احسان کا حکم قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔

ترجمہ کنزالایمان: ''اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتے داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا''۔

☆ کلاس میں بیٹھنے میں ساتھیوں کا خیال رکھے۔ اگر جگہ تنگ ہو تو ذرا سا ہٹ کر اس کے لئے جگہ بنائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ کنزالایمان: ''اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے مجلسوں میں جگہ دو تو جگہ دو اللہ تمہیں جگہ دے گا''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شرکاء تعلیم (ہم سبق ساتھیوں) کو بیٹھنے کی جگہ دینے کے لئے جتنا ممکن ہو اہتمام کرنا چاہئے۔

حضرت واثلہ بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ اس کے لئے ذرا کھسکے تا کہ جگہ خالی ہو جائے۔

اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ جگہ وسیع ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''مسلمانوں پر حق ہے کہ جب اس کو دیکھے تو اس کے لئے کچھ اور جنبش کرے۔

☆ کلاس شروع ہو جانے کے بعد آنے والوں کو چاہئے کہ دیکھ لیں کہ آگے گنجائش ہے یا نہیں اگر گنجائش ہو تو بیٹھ جائے۔ ورنہ دیگر طلباء و ہم جماعت ساتھیوں کو پریشان نہ کرے اور پیچھے بیٹھ جائے۔ ''پیچھے بیٹھنے میں عار کرنا تکبر کی علامت ہے''۔

Marfat.com

☆ اگر ساتھی طلبہ میں سے کوئی غلط پڑھے تو ہنسنا نہیں چاہئے کیونکہ اس نے غلط، غلطی اور ناواقفی کی وجہ سے پڑھا ہے، جس کی وجہ سے اس پر کوئی الزام نہیں اور اپنے ساتھی کی غلطی پر ہنسنے میں تکبر اور ایذائے مسلم ہے اور یہ دونوں بڑے خطرناک جرم ہیں۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''جس علم سے تکبر پیدا ہو وہ علم جہل سے بدتر ہے''۔

☆ جو ساتھی پڑھائی میں کمزور ہوں یا کبھی غیر حاضر ہو جائیں ان کی حتی الامکان مدد کرے اور انہیں تکرار کرائے، اس کو حقیر نہ سمجھے نہ ہی طعن و تشنیع کرے۔ ان شاء اللہ اس میں برکت و نفع ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور ایک دوسرا شخص میرا پڑوسی، انصاری مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ سے کچھ فاصلے پر رہا کرتے تھے اور باری باری جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

ایک دن میں ایک دن وہ، جس دن میں جاتا تو جو میں سن کر آتا اس سے بیان کر دیتا، جس دن وہ جاتا تو جو میں سن کر آتا مجھ سے بیان کر دیتا۔ (بخاری)

☆ اگر کوئی ساتھی شرم و حیاء کی وجہ سے سوال نہ کر سکتا ہو تو دوسرا ساتھی اس کیلئے پوچھ لے۔

☆ مدرسے کے دیگر ساتھیوں کا بہت خیال رکھنا چاہئے، ان سے جھگڑا، فساد نہ کرے، تلخ کلامی، ہٹ دھرمی اور دل آزاری جیسی قبیح فعل سے دور رہے، اگر ساتھیوں میں سے کسی سے کوئی کوتاہی یا کسی قسم کا نقصان ہو جائے تو اس کو تحمل سے برداشت کرے۔

☆ جو طالب علم غریب ہو ان کی حسب استطاعت مدد کرے، کہ یہ عمل دنیا و آخرت کی بہت ساری بھلائیوں اور برکتوں سے نوازتا ہے۔

☆ طالب علم کو چاہئے کہ اگر سبق میں بہت سے شریک ہوں تو ناغہ نہ کرے بہت کوشش کرے ساتھ میں پڑھنے کی۔ کیونکہ اگر بعد میں طلباء سے تکرار کر بھی لے گا تو استاد کی ساری تقریر کو طالب علم نہیں دھرا سکتا اور اگر بعد میں استاد ہی سے پڑھے گا تو بھی مجمع میں جو مضامین استاد کے قلب میں آئے تھے نہ آئیں گے اگرچہ استاد کوشش بھی کرے۔ نیز چھٹی

Marfat.com

کرنے سے بے برکتی ہوتی ہے، دل اکھڑتا جاتا ہے، پڑھا ہوا بھول جاتا ہے اور شوق میں کمی ہوتی ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اگر ناغہ کرے گا تو بہت سی باتوں سے محروم ہو جائے گا۔

☆ ابو یحییٰ وارق فرماتے ہیں کہ چار باتیں مسلمانوں کے لئے نہایت مصیبت ناک ہیں۔

☆ نماز باجماعت میں تکبیر اولیٰ کا فوت ہو جانا۔

☆ جہاد میں لشکر کفار سے غافل رہنا۔

☆ حج کرنے میں کوہ عرفات میں وقوف فوت ہو جانا۔

☆ ذکر خدا اور علم کی مجلس میں شرکت کا فوت ہو جانا۔

☆ استاد کی تقریر میں اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو پوچھ لینا چاہئے اس معاملے میں غفلت اور شرم نہیں کرنا چاہیے کہ

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" جو شرما گیا اس کا علم بھی ناقص رہ گیا"۔

☆ امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ" جھجکنے والا، شرمیلا اور متکبر علم حاصل نہیں کرسکتا"۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے" کہ انصار کی خواتین پہ اللہ رحم فرمائے تفقہ فی الدین پیدا کرنے میں اس کو حیا مانع نہیں ہوتی تھی"۔

☆ جب سبق ہو رہا ہو یا اور کوئی گفتگو ہو رہی ہو تو درمیان میں سلام نہ کرے کہ اس سے تمام کلاس پریشان اور استاد بھی ناخوش ہوں گے۔

☆ کلاس میں کسی سمت پاؤں نہ پھیلائے کہ یہ خلاف ادب ہے۔

☆ کلاس میں پہلے سے بیٹھے ہوئے طالب علم کو اٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنے کی کوشش نہ کرے یہ انتہائی مذموم صفت ہے۔ اس سے دوسروں کے دل میں نفرت و کدورت پیدا ہوتی ہے اور اپنے کو بڑا سمجھنے اور اہمیت جتانے کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

☆ اسی طرح کلاس سے کوئی طالب علم کسی ضرورت سے اٹھ کر چلا جائے تو اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ بلکہ اس کی جگہ محفوظ رکھی جائے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اب واپس نہیں آئے گا تو بے تکلف بیٹھ سکتے ہیں۔

Marfat.com

کلاس میں دو طلبہ چپکے چپکے باتیں نہ کریں۔ اس سے دوسروں کو یہ احساس بھی ہوتا کہ انہوں نے ہمیں اس راز کی بات میں شریک کرنے کے قابل نہ سمجھا۔ اور بدگمانی بھی ہوتی ہے کہ شاید ہمارے بارے میں کوئی بات کہہ رہے ہوں۔

☆ کلاس میں غمگین اور مغموم ہو کر نہ بیٹھے، مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہشاش بشاش بیٹھے، طلبہ و دیگر ساتھیوں کے ساتھ ملے جلے رہے۔

☆ جمائی لینا محفل میں بھی برا ہے اور کلاس میں بہت زیادہ برا۔ لہٰذا جمائی روکنے کو حتی الامکان کوشش کرے اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لے۔

☆ جو کچھ کہنا ہو استاد سے اجازت لے کر کہے اور گفتگو یا سوال و جواب میں ایسا انداز اختیار نہ کرے کہ آپ ہی استاد معلوم ہونے لگیں، یہ خودنمائی و بے ادبی ہے۔

☆ ایک وقت میں ایک ہی طالب علم کو بولنا چاہیے اور باقیوں کو اس کی بات غور سے سننا چاہیے اپنی بات کہنے کے لئے ایسی بے تابی نہیں ہونی چاہیے کہ سب ایک وقت بولنے لگیں اور کلاس میں ہڑبونگ ہونے لگے۔

☆ کلاس میں جو باتیں راز کی ہوان کو جگہ جگہ نہ بیان کرنا چاہیے۔ کلاس میں یہ حق ہے کہ اس کے رازوں کی حفاظت کی جائے۔

طالب علم کو چاہیے کہ

☆ جب بات کرے نرمی کے ساتھ کرے، مسکراتے ہوئے میٹھے لہجے میں کرے، ہمیشہ درمیانی آواز میں گفتگو کرے نہ اتنا آہستہ بولے کہ مخاطب سن ہی نہ سکے اور نہ اتنا چیخ کر بولے کہ مخاطب پر رعب جمانے کا خطرہ ہونے لگے۔

آدابِ درس (یعنی استاد کے پڑھاتے وقت شاگرد کے آداب)

طالب علم کو چاہیے کہ استاد کی تقریر کے وقت بالکل خاموش اور متوجہ رہے۔ دوران درس لیکچر کپڑوں سے کھیلنا یا کسی اور چیز سے کھیلنا طالب علم کی بے پروائی کا ثبوت اور عدم توجہی کی کھلی شہادت ہے۔ جمائی اور انگڑائی کو بھی حتی الوسع (درس کے دوران) اپنے پاس

Marfat.com

نہ پھٹکنے دے۔

فرش پر سے تنکے اٹھانا یا اس پر انگلیوں سے لکیریں لگانا یا انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا بھی سبق کے دوران غفلت ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح بار بار کھانسنا، کھنکارنا اور تھوکنا بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے۔ استاد کے سامنے تخاطب، نشت و برخاست غرض کہ ہر حرکت وسکون میں ادب، تہذیب، سلیقہ اور تمیز کا ثبوت دینا چاہئے۔

استاد طالب علم کی طرف متوجہ ہو اور طالب علم دوسری طرف متوجہ ہو۔ اس سے استاد کو بہت تکلیف ہوتی ہے خصوصاً ایسی حالت میں جب کوئی ایسا بھی کرے کہ اگر توجہ سے سنتا تو پھر وہ سوال ہی نہ کرتا، اس وقت استاد کو سخت تکلیف ہوتی ہے کہ بلا وجہ مجھے پریشان کر رہا ہے۔

ایک حکیم نے اپنے لڑکے کو نصیحت کی کہ حسن کلام کی طرح استماع بھی سیکھنے کی ضرورت ہے اور حسن استماع یہ ہے کہ متکلم کو اپنی بات پوری کرنے کی مہلت دو اور اپنا منہ اور اپنی نگاہ اس کی طرف متوجہ رکھو اور کوئی بات تمہیں معلوم بھی ہو تو دخل مت دو اور خاموشی سے سنو۔

☆ طالب علم کو چاہئے کہ اگر استاد دوسرے سے سوال کرے تو نہ بولے جب تک کہ طالب علم سے سوال نہ کریں۔

☆ ابن طبہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں ابو عمر زاہد کی مجلس میں تھا۔ کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا۔ میں نے پیش قدمی کر کے جواب دے دیا۔ تو ابو عمر علیہ الرحمۃ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ ”آپ فضولیات کے ماہر معلوم ہوتے ہیں“۔ یہ سن کر میں شرمندہ ہوا۔

☆ اگر استاد یا کوئی بزرگ یا کوئی اور کچھ بیان کرے تو طالب علم کو چاہئے کہ خاموش ہو کر سنے، بدن اور قلب سے متکلم کی طرف متوجہ رہے۔ اپنی معلومات نہ بیان کرے اس میں تکبر، بے ادبی اور دل شکنی ہے اور یہ تینوں بری خصلتیں ہیں۔

☆ طالب علم کو چاہئے کہ سبق میں محض ذہن پر چڑھا کر استاد کو نہ سنائے۔ کیونکہ ایسا یاد کرنا

بالکل نہیں ٹھہرتا، سبق خوب یاد کرنا چاہئے تاکہ دل پر نقش ہو جائے اور ہمیشہ یاد رہے۔

☆ طالب علم کو چاہئے کہ استاد اگر علم کے متعلق بات کرے یا کوئی عمدہ بات کرے تو اسے کسی کاغذ میں نوٹ کرلے اور اسے خوب یاد کرلے۔ اور اس بھروسے پر نہ رہے کہ وہ تو میرے پاس رکھی ہوئی موجود ہے۔ کیونکہ نہ معلوم کہ اسے کب اور کہاں اس بات کی ضرورت پڑے۔ اور اس کاغذ کو کہاں لئے پھرے گا۔ اور اگر گم ہو گیا تو اس کا علم ہی گیا اسی لئے کہا جاتا ہے کہ "علم سینہ چاہیے۔ علم سفینہ نہیں"۔ علم کی شان یہ ہے کہ نہ چور چرا سکے اور نہ وراثت میں تقسیم ہو سکے۔

☆ تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام غزالی رحمہ اللہ ایک جنگل سے گذرے جہاں ان کو ڈاکو مل گئے۔ ڈاکوؤں کو جب آپ سے کچھ نہ مل سکا تو آپ سے کتابوں کا بستہ چھین لیا۔ امام صاحب کو بہت افسوس ہوا کہ کوئی بات کتاب میں دیکھنے کی ضرورت ہوئی تو کیا کروں گا۔ آخر کار نہایت عاجزی سے التجا کی کہ میرا بستہ مجھے دے دو اس سے آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا لیکن میرے بڑے کام کی چیز ہے۔ ان کتابوں کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا۔ ڈاکو آپ کی عاجزی سے متاثر ہوئے اور یہ کہہ کر بستہ واپس کر دیا کہ "ایسے علم سے کیا فائدہ کتابیں جاتی رہیں تو آدمی کو کچھ بھی نہ یاد رہے"۔ امام غزالی پر اس بات کا اس قدر اثر ہوا کہ آپ تمام کتابوں کی ضروری باتیں حفظ کر لیتے۔

☆ طالب علم بغیر مطالعہ سبق نہ پڑھے۔ کیونکہ بغیر مطالعہ پڑھنے سے پڑھتے وقت جب استاد کوئی تقریر کرتا ہے تو سمجھ بھی لے تو جلدی یاد نہیں ہوتی۔ اگر یاد بھی ہو جاتی ہے تو ٹھہرتی نہیں۔ اگر مطالعہ کر کے پڑھے گا تو ان آفتوں سے محفوظ رہے گا۔

☆ طالب علم کو چاہئے کہ سبق تھوڑا پڑھے مگر خوب یاد کرے اور پڑھے ہوئے سبق کی خوب نگرانی کرے تاکہ حوصلہ بڑھے اور ہمت میں قوت ہو۔

استاد کا ادب واحترام

تحصیل علم میں استاد کے ادب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

Marfat.com

☆ جیسا کہ مخدوم الاولیاء سید محمد بہاء الدین شاہ نقشبندی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "الطریق کلہ ادب"، "دین سارے کا سارا ادب ہے"

☆ نیز سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "الطریق کلہٗ ادب" "ادب سارے کا سارہ راہ حق ہے"۔

☆ مثل مشہور ہے کہ "کوئی بے ادب خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکتا"۔ "ادب چراغ راہ مبین ہے"۔ ادب کی اہمیت میں شعر کیا خوب بیان کیا گیا ہے۔

از خدا خواہیم توفیق ادب • بے ادب محروم از فضل رب

اللہ تعالیٰ سے علم و ادب کی توفیق چاہتے ہیں کہ بے ادب اللہ کے فضل سے محروم ہوتا ہے۔ کیونکہ ادب فضل خداوندی کا ایک زبردست تاج ہے جو انسان کو فتح و نصرت سے ہمکنار کرتا ہے جبھی تو کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

باادب بانصیب • بے ادب بے نصیب

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ طالب علم علم سے نفع حاصل نہیں کر سکتا جب تک علم اور علماء اور اساتذہ کا احترام نہ کرے۔ جس شخص کو جو ملا ہے وہ احترام سے ملا ہے اور جو گرا ہے وہ بے حرمتی سے گرا ہے۔

لہٰذا طالب علم کو چاہئے کہ اپنے ہر معاملے کو استاد کے اختیار پر چھوڑ دے۔ اس کی نصیحت کو ایسا مانے جیسا کہ جاہل بیمار، طبیب حاذق کو مانتا ہے اور بہتر ہے کہ استاد سے انکساری سے پیش آئے اور اس کی خدمت سے شرف و ثواب کا طالب ہو۔

جس استاد سے نفع دینی یا دینوی حاصل کیا ہے اس کے سامنے اپنے آپ کو مٹا دے، یعنی اپنی شان و شیخی طاق پر رکھ دے اور ادب، اطاعت اپنا شعار بنا لے۔

ہمارے صحابہ کرام علیہم الرضوان جس سے علم سیکھتے تھے ان کا کس درجہ ادب کرتے تھے اس کا اندازہ اس واقعے سے لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میں بغرض تحصیل علم حضرت

Marfat.com

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے دروازے پر جاتا اور وہ باہر تشریف نہ رکھے ہوئے ہوتے تو ان کو برائے ادب آواز نہ دیتا ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو رہتا، ہوا خاک اور ریت اڑا کر مجھ پر ڈالتی پھر جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شانہ اقدس سے تشریف لاتے تو فرماتے۔ "ابن رسول ﷺ، آپ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کرادی" میں عرض کرتا: "مجھے لائق نہ تھا کہ میں آپ کو اطلاع کراتا"۔

مذکورہ واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ استاد کا ادب اہم درجہ رکھتا ہے۔ جس کے بغیر کچھ حاصل نہیں کسی دانا کا قول ہے کہ "صرف علم پڑھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ انسان چودہ علم پڑھ لے اگر ادب نہیں تو سب کچھ لا حاصل ہے۔ اور اگر ادب ہے تو سب کچھ ہے"۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ منقول ہے۔ "من علمنی حرفا فھو مولای" "جس نے مجھے دین کا ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں وہ میرا آقا ہے۔ چاہے مجھے بیچ دے یا اپنے پاس رکھے یا آزاد کر دے۔

نیز استاد کی اتنی بڑی عزت اس لئے ہے کہ وہ شاگرد کو علمی جواہرات سے مالا مال کرتا ہے اور علم دینی کے خزانے کی قدر و منزلت خدا جانتا ہے یا اس کا رسول ﷺ یاد رہے کہ قرآن و حدیث کے سیکھنے کا نام "علم دین" ہے۔

دنیوی فن اپنی جگہ کتنا ہی ضروری ہو وہ بہر حال روزی کمانے کا دھندا ہے۔ پیشہ ور کاریگر، انجینئر، ملازم اور عہدہ دار اپنے کسب اور فرائض کی ادائیگی کر کے روزی کماتا ہے۔ یہ سب کام مرنے کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں قبر سے آگے کوئی چیز کے سوائے علم دین کے نہیں جاتی۔ علم دین ہی ایک ایسی چیز ہے جو قبر و حشر تک ہمیشہ رہے گی۔

اس لئے جس سے یہ عظیم دولت حاصل ہو اس کے ساتھ خلوص، محبت ادب واحترام اور تواضع کا معاملہ رکھنا چاہئے کہ اس کی حدیث پاک میں بھی تلقین آئی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جس شخص کے ساتھ علم حاصل کرو ان کے ساتھ تواضع کرو"۔

Marfat.com

ہمارے اکابر اپنے اساتذہ کے ساتھ ایسی متواضعانہ حالت اختیار کئے ہوئے ہوتے تھے جس کا اندازہ ان چند واقعات سے لگایا جا سکتا ہے کہ

☆ حضرت امام شافعی نے جب حضرت امام مالک رحمہم اللہ کی خدمت میں زانوئے تلمیذ طے کیے جب انہیں کتاب کا روق پلٹنے کی نوبت آتی۔ تو وہ ورق بھی آہستہ پلٹتے تھے کہ اس کی آواز بھی ان کو سنائی نہ دے۔ (جواہر القراۃ ص 37)

☆ حضرت مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہم اپنے استاد حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے ایسے ڈرتے تھے جیسے بادشاہ سے لوگ ڈرا کرتے ہیں"۔

☆ امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے استاد کی نظر کے سامنے مجھ کو کبھی پانی پینے کی جرات نہیں ہوئی۔ (جواہر القراۃ ص 37)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ادب کی وجہ سے اپنے استاد کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ ان کا ذکر ان کی کنیت کے ساتھ کرتے تھے۔ (جواہر القراۃ ص 36)

نیز سکندر اعظم سے کسی نے دریافت کیا کہ "آپ استاد کو باپ پر کیوں ترجیح دیتے ہیں"۔ جواب دیا میرا باپ تو مجھے آسمان سے زمین پر لایا اور میرے استاد (ارسطو) نے مجھے زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔

نیز باپ سبب حیات فانی ہے اور استاد سبب حیات جاودانی ہے۔

چونکہ طالب علم کو جو بھلائی حاصل ہوتی ہے وہ استاد کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت نے اپنی مایہ ناز کتاب فتاوی رضویہ میں ارشاد فرمایا کہ شاگردوں کو جو بھلائی نصیب ہوتی ہے تو سعادت مندوں کا کام ہے کہ وہ سمجھیں کہ سب کچھ استاد کی مہربانی سے حاصل ہوا ہے۔ بلکہ اگر ان کے پاؤں کی خاک چہروں پر ملیں تو ان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔ کیونکہ "خرابا دصبا این ہمی آوزدہ نست" اے باد صباء یہ سب کچھ تیرا لایا ہوا ہے۔

چنانچہ حصول علم کی راہ میں تلمیذ کی سعادت مندی بڑی اہم چیز ہوتی ہے۔ جو مشفق

Marfat.com

اساتذہ کو بخوشی اپنے سینے سے درِّ موتی تلمیذ کے دامن میں انڈیلنے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ صلاحیت، فکر، ذہن، خیالِ رسا، محنت شاہ اور لگن کے ساتھ سابقہ جب طلباء کو اساتذہ کی بارگاہ میں سعادت مند باادب اور خدمت گزاری کی توفیق مل گئی وہ اپنے زمانے میں آفتاب بن کر چمکتے ہیں۔

چنانچہ ایسے ہی زمانے کو چمکانے والے جلیل القدر اصحاب کی اپنے اساتذہ سے محبت کے بارے میں پڑھ کر اپنے اندر بھی یہ جذبہ بیدار کر کے کامیابی سے ہم کنار ہوں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور استاد کا ادب

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمتوں سے معمور بڑے سخی اور اپنے اقربا سے نہایت خوش خلق تھے۔ آپ کے مناقب وفضائل بے شمار ہیں آپ کسب کر کے روزی کماتے تھے۔ رزقِ حلال پیدا کرتے تھے۔ اور اپنے استادوں کی جماعت پر صرف (خرچ) کرتے تھے اور لوگوں کے تحفے تحائف قبول نہیں کرتے تھے۔ اور جب کبھی اپنے اہل وعیال کے لئے کوئی چیز خریدتے تو اپنے استاد علماء کو بھیجتے اور جب نیا لباس پہنتے تو بھی اس کی مثل استادوں کو پہنچاتے جب کوئی میوہ یا کھجوریں یا کوئی چیز اپنے یا اپنے اعیال کے لئے خریدتے تو جب تک شیوخ علماء کو بھی ویسی ہی چیزیں نہ دے لیتے خود استعمال نہ کرتے۔ آپ بے مقصد کلام نہیں کرتے تھے۔ اور بے مقصد باتوں میں کبھی غور وخوض نہ کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ عمدہ لباس پہنتے خوشبو کا بہت زیادہ استعمال کرتے آپ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد اپنے استاد "حماد" اور والد "ثابت" کے لئے استغفار کرتا ہوں۔

اور میں نے کبھی اپنے استاد کے گھر کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔ حالانکہ میرے گھر کے درمیان سات گلیاں ہیں۔ یہی ان کی سعادت مندی اور یہی ان کا ادب ہے جس نے ان کو اتنا بلند مرتبہ عطا کیا کہ آج تک دنیا میں سب سے زیادہ لوگ انہی کی تقلید کرنے والے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں چھوٹی عمر میں یتیم ہو گیا میری پرورش

والدہ بڑی تنگی کے ساتھ کرتی تھیں۔ جب انہوں نے مجھے مکتب میں بٹھایا میری والدہ کی اتنی استطاعت نہ تھی کہ میرے استاد کی کوئی خدمت کرتیں۔ میں نے اپنے استاد کو اسی بات پر راضی کرلیا کہ جب آپ کہیں جائیں اور کسی وجہ سے تعلیم نہ دے سکیں تو میں آپ کا یہ کام کرلیا کرونگا۔ اس طرح میں نے قرآن مجید ختم کیا۔

اس کے بعد یمن کے والی تشریف لائے بعض قریشی بزرگوں نے ان سے میری سفارش کی کہ مجھے اپنے ساتھ رکھ لیں وہ رکھنے پر راضی ہو گئے مگر میری والدہ کے پاس اتنی وسعت نہ تھی جو امراء کی مجلس وصحبت میں رہنے کے لئے مناسب ہو۔ مجبور ہو کر والدہ نے اپنی چادر فروخت کردی، جس کی قیمت سولہ دینار وصول ہوئے اس سے میرے لئے کپڑے تیار ہوئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس واقعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ علم کے حصول میں قربانی، استاد کا ادب واحترام ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس کے بغیر منزل تک پہنچنا ناممکن ہے۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ ”جو استاد کو نہیں سمجھتا وہ کبھی کامیاب نہیں“۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے تمام معاملات میں اپنے استاد وامام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو وسیلہ اور رہنما بنایا کرتے تھے۔ انہی کے فیصلوں کی روشنی میں عدالتی فیصلوں کو انجام دیا کرتے تھے۔ وہ ایسے مشکل حالات میں بعض اوقات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے استمداد فرمایا کرتے تھے۔

نیز شیخ حماد بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ بشمول غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دریائے دجلہ کے کنارے جارہے تھے۔ بہت شدید سردی تھی، صبح کا وقت تھا۔ انہوں نے سب سے پوچھا کہ تم میں سے کون دریائے دجلہ میں غسل کرتا ہے۔ سب خاموش تھے۔ کسی کی جرات نہیں پڑ رہی تھی کہ اتنی سردی میں اور وہ بھی صبح کے وقت غسل کرے۔ آخر پیران پیر دستگیر نے کہا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں حکم کی تعمیل

کروں گا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی معروف غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آپ روشن ضمیر ہیں آپ کو سب معلوم ہے۔ اتنی دیر میں آپ کے شیخ نے پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ کو دریا میں دھکا دے دیا۔ تاجر نے پوچھا کہ آپ نے شیخ عبدالقادر جیلانی کو دریا میں دھکا کیوں دیا؟ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ تم سب کو یہ بتانے کے لئے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی تم سب سے برتر ہے۔ تم نے مجھ سے پوچھ بھی لیا کہ عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کو دریا میں دھکا کیوں دیا اور عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) باہر نکلنے کے بعد بھی نہیں پوچھے گا۔

کچھ دیر میں آپ رضی اللہ عنہ پانی سے نکل آئے جبہ بالکل خشک تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اجازت مانگی کے اسے پہن لوں، اجازت مل گئی۔ اور آپ نے کہا کہ میں یہ فضول سوال کیوں کروں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مریدوں سے پوچھا کہ تم نے عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) کے سوال پر غور کیا انہوں نے کہا کہ ہم تو نہیں سمجھ سکے، شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نکتہ تو یہ ہے کہ مدعی تو خوش اور مطمئن ہے اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے جو کچھ کیا ہے درست کیا ہے۔ وہ سب شرمندہ ہو گئے۔

نیز ان حضرات کے تو ماں باپ بھی عظیم تھے کہ اپنی اولاد کو استاد کے ادب کی تلقین کرتے تھے کہ ہارون الرشید جیسے بادشاہ نے مامون الرشید کی تعلیم کے لئے حضرت امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا انہوں نے فرمایا: "یہ بھی نہ ہوگا بلکہ جو پہلے آئے گا اس کا سبق پہلے ہوگا"۔

غرض مامون الرشید نے پڑھنا شروع کیا۔ اتفاقاً ایک روز وہاں ہارون الرشید کا گزر ہوا کہ امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاؤں خود دھو رہے ہیں اور مامون الرشید پانی ڈال رہا ہے۔ بادشاہ غضب ناک ہو کر اترا اور مامون الرشید کو کوڑا مار کر کہا او بے ادب! خدا نے دو ہاتھ کس لئے دیے ہیں ایک سے پانی ڈال اور دوسرے سے ان کا پاؤں دھو۔

حقیقت میں بات تو وہی ہے کہ بادشاہ ہو یا فقیر اپنی اولاد کو استاد کے ادب وخدمت کی

Marfat.com

تلقین کرے اور اس کے حقوق سے آگاہی دے۔

چنانچہ ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کو مکتب بھیجا تو سونے کی تختی پر لکھوا کر اس کو ساتھ دیا۔

"استاد کی مار باپ کے پیار سے بہتر ہے"۔

حضرت سراج السالکین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کسی سے علمی باتیں دریافت فرماتے تو اس کی تعظیم اساتذہ کی سی کرتے۔

اللہ اللہ! یہ ان علم والوں کی شان ہے جس سے علمی باتیں دریافت کریں اس کی حد درجہ تعظیم کریں تو اساتذہ کی کیا تعظیم ہو گی۔

"تاجدارِ گولڑہ سید پیر مہر علی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استادوں کا اس قدر احترام کیا کرتے تھے بلکہ اپنے استاد کے صاحبزادگان کے احترام کی بھی حد ہی نہ تھی۔ بلکہ یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں سے تعلیم پائی تھی وہاں کے باشندوں کا بھی نہایت احترام فرمایا کرتے تھے مدت عمر تک اس تمام کنبے کی خبر گیری کرتے رہے"۔

حضور حافظ ملت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استاد و مرشد مربی ہونے کے سبب نہایت درجہ محبت و شیفتگی تھی۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کو علم و فضل سے بھی نوازا تھا اور علم پر اپنے اعمال کا پورا پورا پرتو بھی ڈالا تھا۔

حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ نے استاد گرامی کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "میں گرم گرم چائے اس لیے پیتا ہوں کہ حضور صدر الشریعہ بھی گرم چائے پیتے تھے۔ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک پور تشریف لانے کے بعد انہیں جب بھی یہ خبر ملی کہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سیٹھاؤں اسٹیشن سے فلاں دن فلاں ٹرین سے گزرنے والے ہیں تو آپ ان کے لئے کھانا لے کر ضرور جاتے حضرت ضیاء المصطفیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف پوری پڑھاتے لیکن آخر کی ایک حدیث شریف حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے چھوڑ دیتے پھر تمام دورہ حدیث

Marfat.com

کے طلباء کو لے کر آتے اور حضرت الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے ختم شریف کراتے۔

ایک مرتبہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور حافظ ملت کو خط میں لکھا کہ ''میں فلاں ٹرین سے گھر آرہا ہوں'' اس زمانے میں ٹرین چار بجے شام سیٹھاؤں سے اسٹیشن آتی تھی۔ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کو لے کر اسٹیشن تین بجے پہنچ گئے۔ سوئے اتفاق کہ ٹرین کافی لیٹ ہوگئی حتی کہ رات ہوگئی اس زمانے میں سیٹھوں سے مبارک پور کے درمیانی رستے میں مکانات بھی نہیں تھے۔ مگر حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے ساتھ صرف مصافحہ کرنے کے لئے رات تک اسٹیشن پر رہے۔ استاد کو بھی اپنے شاگرد کی محبت کا کتنا یقین تھا کہ جب گاڑی اسٹیشن پہنچی تو صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا عبدالسبحان صاحب سے فرمایا کہ ''عبدالسبحان! جلدی کر حافظ صاحب آئے ہونگے'' حضور حافظ ملت اپنے استاد صدر الشریعہ کی حد درجہ تعظیم فرماتے تھے چنانچہ جب آپ مدرس کے درجے پر فائز ہوئے تب بھی اپنے استاد کی تقلید کو اپنے لئے موزوں پایا۔

فرماتے ہیں'' کامیاب اشخاص کی تقلید کرنے سے آدمی کامیاب ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی اور میں کامیاب ہوا کیونکہ میں نے حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کو ایک کامیاب مدرس پایا''۔ (حافظ ملت نمبر)

حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا وصی احمد محدث رحمۃ اللہ علیہ کے پاس علم حدیث کے لئے چار سال خدمت میں رہ کر تمام علوم کی تکمیل کی۔ حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ و مربی حضرت مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ اور فاضل بریلوی اعلیٰ حضرت کی عقیدت و محبت سے لبریز تھے۔ یہ آپ کا دائمی حال اور ذوق بن گیا۔ جب ان حضرات قدسیہ کا ذکر آتا تو آپ بے چین ہو جاتے اور دیر تک ان حضرات کے لئے بے نفس فنائیت کے واقعات بیان کرتے رہتے۔ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کی تعظیم و توقیر میں کوئی کسر نہ اٹھا کر رکھتے تھے اور یہ تعظیم و توقیر جاری تھی۔ چنانچہ

حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ''مشاہیر حرمین'' میں لکھتے ہیں۔

''حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ مجھ کو اپنا استاد زادہ سمجھتے ہوئے میری اس قدر توقیر کرتے کہ میں شرم سے سر جھکا لیتا اور بار بار یہ سوچتا رہتا کہ میں نے محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے تعلق کا اظہار کیوں کیا''۔ (قلب مدینہ)

ہمارے اکابرین علیہم اجمعین کی تو یہ شان تھی کہ استاد کی تعظیم حد درجہ کرتے مگر ان کے صاحبزادوں کی تعظیم بھی فقط اسی لئے کرتے کہ ان سے ان کے استادوں کی نسبت ہے۔

چنانچہ ان تمام واقعات میں بزرگان دین کی دورہ طالب علمی کے سنہری ادوار کا لب لباب یہی نکات ہیں کہ!

......استاد کے سامنے شاگرد کو ایسا رہنا چاہئے کہ جیسے زمین پر بہت سی بارش برسے اور وہ سب پی لے۔

......طالب علم کو استاد کی مسند پر نہیں بیٹھنا چاہئے۔

......طالب علم کو استاد کے قریب نہیں بیٹھنا چاہئے بلکہ کچھ دور بیٹھنا چاہئے۔

......معلم کی تعظیم کے لئے اس سے آگے نہیں چلنا چاہئے۔

......طالب علم کو چاہئے کہ استاد کی ناراضگی سے خود کو بچائے۔

......جس نے بھی استاد کو اذیت پہنچائی وہ علم کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔

......'' طالب علم کو چاہئے کہ استاد کا ادب کرے، اس کے حقوق کی محافظت کرے، مال سے اس کی خدمت کرے اور استاد سے غلطی ہو جائے تو پیروی نہ کرے''۔

......طالب علم کے لئے خاص ادب یہ بھی ہے کہ جس استاد سے علم حاصل کرے اس پر مکمل اعتقاد و اعتماد کرے۔ اپنے استاد اگر کوئی بات کہہ دیں تو ان کے مقابلے میں دوسرے کی بات بطور تردید نہ کہے کہ فلاں یہ کہتے ہیں۔ اس سے اعتقاد و سنی معلوم ہوتی ہے۔ اور بے اعتمادی کے ساتھ استفادہ کرنا بہت مشکل ہے اس لیے اپنے استاد پر سب سے زیادہ اعتماد کریں اور انہی کی بات کو صحیح تسلیم کر لے۔ اور اگر یقین کے ساتھ استاد کی کوئی بات غلط

معلوم ہو جائے تو بھی ان کے سامنے اس کا بے ادبی سے اظہار نہ کرلے کہ آپ نے تو یوں کہاں تھا اور مسئلہ یوں ہے۔ بلکہ نہایت ادب واحترام اور تواضع وانکساری سے اس انداز سے ان کی توجہ مبذول کرائے کہ صحیح بات بھی معلوم ہو جائے اور ان کی دل آزاری اور توہین بھی نہ ہو۔

مثلاً یوں کہے کہ " مسئلہ کی کیا یہ بھی صورت ہو سکتی ہے؟" اس مسئلے کو آیا یوں بھی سوچا یا حل کیا جا سکتا ہے؟ اگر واقعتاً مسئلہ یہی ہے جو کہ شاگرد نے خیال کیا تو استاد یقیناً اسے تسلیم کرلے گا اور ممکن ہے کہ شاگرد کی رکاوٹ اور فہم رسائی کی تعریف بھی کرے اور اگر صورتحال اس کے برعکس ہے تو شاگرد کو چاہئے کہ حجت نہ کرے کہ یہ بے ادبی ہے۔ بس ہر حالت میں استاد کے ساتھ تلطف وتواضع کی روش اختیار کرے۔

خدا کرے کہ آج کے طلباء کے دلوں میں بھی اپنے اساتذہ کے ناموس وحرمت کی حفاظت کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ (آمین)۔

استاد سے متعلقہ چیزوں کا ادب کرے

حضرت مظہر جان جاناں سلسلہ نقشبندیہ کے کبائر اولیاء میں سے ہیں۔ آپ نے علم دین پڑھ کر سند حدیث حاصل کی۔

فرماتے ہیں: بوقت رخصت مجھے استاد صاحب نے پگڑی کے نیچے کی ٹوپی عنایت فرمائی۔ پندرہ سال تک میں نے اسے ٹوپی کے نیچے رکھا پھر اس کے بعد دھونے کا خیال آیا تو رات کے وقت گرم پانی میں بھگو کر رکھا۔ صبح اس کو رگڑ کر اور مل کر صاف کیا اور پانی کو ضائع نہ ہونے دیا۔ اس کا رنگ املتاس سے مشابہہ تھا۔ وہ پانی میں نے ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پی لیا۔ جس کی برکت سے علم کے بے شمار دروازے میرے اوپر کھل گئے۔ (اسلامی طلبہ)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک جائے نماز پیش کیا گیا۔ جو نہایت خوبصورت اور جاذبِ نظر تھا۔ نیز بنانے والے کی محنت کاملہ کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ جائے نماز بہت پسند آیا انہوں نے اپنے شاگردوں

Marfat.com

سے فرمایا کہ کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ جس سے یہ جائے نماز میں استعمال کروں اور یہ میلا نہ ہوتا کہ اس کی خوبصورتی میں فرق نہ آسکے۔

شاگردوں نے طرح طرح کے مشورے دیئے۔ ان میں سے ایک شاگرد نے عرض کیا حضور اگر اس جائے نماز پر کپڑا لگا دیا جائے تو اس طرح یہ خراب ہونے سے بچ جائے گا اور کپڑا میلا ہو تو اسے نکال کر دھو لیا جائے گا یا تبدیل کر دیا جائے گا۔ اس رائے کو حضرت نے پسند فرمایا۔ اور ایسا ہی کیا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ عرصے تک اس جائے نماز پر کپڑا لگا کر نماز ادا کی۔ تھوڑے عرصے کے بعد وہ کپڑا میلا ہو گیا۔ اب مسئلہ اس کے دھونے اور تبدیلی کا تھا۔ جس شاگرد نے یہ مشورہ دیا تھا اس نے عرض کیا کہ حضور یہ میلا کپڑا مجھے عنایت کر دیں میں اس پر نیا کپڑا لگا دوں گا۔ حضرت نے اجازت دے دی۔

وہ شاگرد جائے نماز کا کپڑا لے کر گھر آیا اور اس نے حضرت کے جائے نماز کا کپڑا اپنے عمامے کے ساتھ باندھ لیا۔ اس شاگرد کا بیان ہے کہ میرے استاد محترم حضرت مجدد الف ثانی شیخ سرہندی علیہ الرحمۃ کے جسم سے قرب پانے والے اس کپڑے کی بدولت مجھے اسی رات 70 مرتبہ سرکار مدینہ ﷺ کے دربار میں حاضری نصیب ہوئی۔

بلاشبہ یہ سعادتِ عظمیٰ استاد سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے ادب و محبت کی وجہ سے ہی حاصل ہوئی ہے۔ (ملفوظاتِ مجدد الف ثانی صفحہ 21)۔

بخارا کے ایک عالم درس گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے ایک دم کھڑے ہو گئے معلوم کرنے پر فرمانے لگے تو میرے استاد کا لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے وہ جب کھیلتا ہوا اس طرف آیا تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔

تکمیل علم کے بعد استاد کی بارگاہ میں حاضری دے

شاگرد کو تکمیل علم کے بعد بھی استاد کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے اور اپنے استاد سے محبت والفت و تعظیم کا تعلق قائم رکھنا چاہئے نیز خود کو اس کا دست نگر رکھے بے وفائی اختیار نہ

Marfat.com

کرے کہ یہ بے وفائی علم کی بے برکتی کا سبب بن جاتی ہے۔ جیسا کہ

......خود امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "میں اپنے فقہ کے استاد حماد رحمہ اللہ کے درس میں دو برس تک رہا پھر خیال ہوا کہ خود درس قائم کروں لیکن استاد کا ادب مانع آیا، اتفاق سے انہی دنوں استاد صاحب کا ایک رشتہ دار جو بصرہ میں رہا کرتا تھا انتقال کر گیا استاد صاحب کے سوا اور کوئی اس کا وارث نہ تھا اس ضرورت سے ان کو بصرہ جانا پڑا چونکہ مجھے اپنا جانشین مقرر کر گئے تھے۔ تلامذہ اور ارباب حاجت نے میری طرف رجوع کیا حماد کی غیر حاضری میں بہت سے ایسے مسئلے پیش آئے جن میں ان سے میں نے کوئی رائے نہیں سنی تھی اس لئے اپنے اجتہاد سے جواب دیئے اور احتیاطاً ایک یادداشت لکھا گیا، دو مہینے کے بعد حماد بصرہ سے واپس آئے میں نے وہ یادداشت خدمت میں پیش کی کل ساٹھ مسئلے تھے ان میں سے بیس میں غلطیاں نکالیں باقی کی نسبت فرمایا کہ تمہارے جواب صحیح ہیں میں نے دل میں عہد کیا کہ میرے استاد حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ جب تک زندہ ہیں ان کی شاگردی کا تعلق نہ چھوڑوں گا"۔ (مسند امام اعظم صفحہ 17)

استاد کے لئے دعا کرے

استاد بہت بڑا محسن ہے اس کے احسانات کا بدلہ کسی صورت بھی چکایا نہیں جا سکتا پس ایسی شخصیت کے لئے مکافات ضروری ہے اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ استاد کے لئے دعا کی جائے۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ترجمہ "جو شخص تم پر احسان کرے اگر تم اس کی مکافات کر سکتے ہو تو کر دو ورنہ اس کے لئے دعا کرو یہاں تک کہ تم سمجھ لو کہ تم نے اس کی مکافات کر دی"۔ (رواہ احمد وابوداؤد)

یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے استاد کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے میں نے جب بھی کوئی فرض یا نفل نماز پڑھی تو اپنے اساتذہ کے لئے ضرور دعا کی اور فرماتے ہیں کہ میں اپنے والدین سے پہلے اپنے استاد امام اعظم ابو

Marfat.com

حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ہر نماز کے ساتھ استغفار کرنا واجب جانتا ہوں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تیس سال سے میری کوئی رات ایسی نہیں گذری جس میں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے دعا نہ کی ہو''۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات سے بھی ثابت ہے کہ وہ ہر نماز کے بعد اپنے والدین اور اساتذہ کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔

ابوالخبیر مولیٰ ابن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میرے استاد حماد رحمۃ اللہ علیہ'' کا وصال ہوا تو اس دن سے ان کے لئے اور اپنے والد کے لئے استغفار کرتا ہوں، بلکہ میں ہر استاد کے لئے استغفار کرتا ہوں جس نے مجھے یہ لفظ بھی پڑھایا تھا۔ اسی طرح میں ہر شاگرد کے لئے بھی استغفار کرتا ہوں''۔

اس لئے طالب علم کو چاہئے کہ وہ اپنے استاد کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھے اور خلوص دل سے اس کی مغفرت اور دیگر معاملات کے لئے دعا کرے۔

استاد کی خدمت

طالب علم پر لازم ہے کہ استاد کی خدمت دل و جان و خلوص کے ساتھ کرے اور بے غرض خدمت کرے۔ کیونکہ خدمت سے اسی وقت راحت ہوتی ہے کہ جب وہ روح کی گہرائیوں کے ساتھ ہو۔ تکلیف و تکلف کے ساتھ نہ ہو۔ محبت و خلوص کے ساتھ ہو۔ تصنیع و بناوٹ کے ساتھ نہ ہو۔

امام زندینی کا قول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ میں نقل کیا ہے۔ ''عالم کا حق جاہل پر اور استاد کا حق شاگرد پر یکساں ہے۔ اور وہ ہے کہ اس سے پہلے بات نہ کرے، اور اس کے بیٹھنے کی جگہ پر اس کے غائبانہ میں بھی نہ بیٹھے اور چلنے میں اس سے آگے نہ بڑھے۔

آدمی کو چاہیے کہ اپنے استاد کے حقوقِ واجب کا لحاظ رکھے اپنے مال میں سے کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے۔ یعنی جو کچھ اسے درکار ہو۔ بخوشی خاطر حاضر کرے۔ اور

Marfat.com

اس کے قبول کر لینے میں احسان اور اپنی سعادت جانے۔یعنی استاد کے حق کو ماں باپ کے اور تمام مسلمان کے حق سے مقدم رکھے اور جس نے اسے اچھا علم سکھایا۔ اگر چہ ایک ہی حرف پڑھایا ہو اس کے لئے تواضع کرے۔ اور لائق نہیں کہ کسی وقت ان کی مدد سے باز رہے۔ اپنے استاد کو ترجیح نہ دے۔ اگر ایسا کرے گا تو اس نے اسلام کے رشتوں سے ایک رسی کھول دی۔

استاد کی تعظیم یہ ہے کہ وہ اندر ہو اور یہ حاضر ہو تو اس کے دروازے پر ہاتھ نہ مارے، بلکہ اس کے باہر آنے کا انتظار کرے۔ عالم دین ہر مسلمان کے حق میں عموماً اور استاد عالم دین خصوصاً اپنے شاگرد کے حق میں نائب حضور پرنور سیدی عالم ﷺ ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دہم صفحہ 59 غیر تخریج)

چنانچہ طالب علم کو چاہیے کہ استاد کی خدمت کو اپنے لئے فلاحِ دارین کا ذریعہ سمجھے۔ خدمت استاد کے لئے طالب علم کو چاہیے کہ استاد کے کہنے کا انتظار نہ کرے۔ خود ہی اس کا کام کر دیا کرے اور اس میں اپنی سعادت سمجھے۔ جو طالب علم اپنے استاد کی خدمت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے دینی اور دنیاوی ترقی عطا فرماتا ہے۔ ایسے ہی طالب علم بعد میں دین کی اشاعت کرتے ہیں۔ جس سے ہزاروں بندگانِ خدا کو ہدایت نصیب ہوتی ہے۔ وہ زمین پر ستاروں کی مانند ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ اس کے اثر سے برسہا برس کا گناہ گار گناہوں سے توبہ کر کے خداوند تعالیٰ کی معرفت کا نور قلب کے اندر پیدا کرتا ہے۔

ان کی فراست و ذکاوت میں بڑے بڑے پیچیدہ مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ اور اساطین امت ہیں جن پر زمین و آسمان فخر کرتے ہیں۔۔ وہ جس سرزمین پر قدم رکھتے ہیں گمراہی دور ہو جاتی ہے اور ہدایت کی راہیں کھل جاتیں ہیں۔

ہر ایک کو اس کا اچھی طرح تجربہ ہے۔ کہ جس کو جو کچھ ملا استاد کی خدمت اور اس کی عنایت وہ مہربانی سے ملا۔ دین و دنیا کی عزت انہیں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ چند بزرگوں

Marfat.com

کے واقعات نقل کیے جاتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ استاد کی خدمت کتنی بڑی دولت ہے۔ نیز ان کی جگمگاتی سیرت ہماری اس طرف رہنمائی کرتی ہے کہ استادوں کی خدمت و محبت سے وہ اپنے وقت کے امام وشیوخ بنے جیسا کہ ”حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہمشیرہ فرماتی ہیں کہ نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گھر کی روئی دھنتے تھے۔اور ہمارا دودھ، ترکاری خرید کرلاتے تھے۔اور اسی طرح کے کام کرتے تھے۔حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں“۔(جواہر القرأۃ 37)

خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون نحو کے مشہور امام، امام فراء رحمۃ اللہ علیہ کے زیر تربیت تھے۔ایک مرتبہ دونوں شہزادوں میں اس بات کا جھگڑا ہوا کہ استاد صاحب کے نعلین اٹھا کرکون چلے گا۔اس واقعے کی خبر ہارون الرشید کو بھی ہوگئی۔

ایک دن خلیفہ نے امام فراء سے پوچھا کہ دنیا میں سب سے اونچی شان کسی کی ہے۔ امام نے جواب دیا ”خلیفۃ المسلمین کی“۔ خلیفہ نے کہا: ”نہیں بلکہ اس شخص کی جس کی جوتیاں خلیفہ کے دونور العین اٹھاتے ہیں“۔

رئیس الائمہ قاضی فخر الدین کے علومرتبت کا کیا کہنا، شاہِ وقت بھی ان کا بے حد احترام کرتا تھا۔انہوں نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ میرا منصب جلیلہ صرف استاد کی خدمت کا مرہونِ منت ہے۔ان خدمات کے علاوہ تیس برس تک میں اپنے استاد ابوزید وابوسی کا کھانا پکایا کرتا تھا۔اور یہ پاس ادب کہ اس میں کبھی خود نہ کھایا تھا۔(جواہر القراۃ صفحہ 38)

حضرت معین ابن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بڑے محقق اور مفتی تھے۔جب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ضعیف ہوگئے۔عصا رکھنے کی ضرورت پڑی۔تو حضرت معین ابن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خدمت کو سرانجام دیا۔امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت کے کندھے پر سہارہ دے کر چلتے۔(جواہر القراۃ صفحہ 38)۔

حضرت عطا محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”مجھے اپنے استاد علامہ یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہے دورانِ بیماری جب سارے ساتھی بندیال چھوڑ کر چلے گئے

Marfat.com

تو میں اکیلا حضرت کی خدمت کے لئے ٹھہر گیا تقریباً چھ ماہ بغیر اسباق کے ٹھہرا رہا استاد صاحب نے دل سے دعا کی اور میرا خواندہ ناخواندہ برابر ہو گیا یعنی جو کتابیں میں نے نہیں پڑھی تھیں میں سمجھتا ہوں میں نے پڑھی ہوئی ہیں حقیقت میں اس وقت کتنے ایسے ساتھی تھے جو میرے خیال میں مجھ سے لائق تھے۔ مگر آج ان کا کہیں نام تک نہیں اور ہر جگہ عطا محمد بندیالوی، عطا محمد بندیالوی ہو رہا ہے۔ یہ میرے استاد محترم علامہ یار محمد بندیالوی علیہ رحمۃ کی دعاؤں کا اثر ہے۔ (استاد العلماء نمبر)

نیز استاد کی خدمت بہت شوق سے کرنی چاہئے۔ حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ عصر کے بعد مجھے اور مولانا سردار احمد صاحب کو ایک درس دیتے تھے۔ ہم لوگ حضرت کی درس گاہ سے نکل کر جب باہر ہونے لگتے۔ تو ہم میں ہر ایک علامہ صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے نعلین درست کرنے میں سبقت کرتا۔ حتی کہ ہم لوگ کبھی کبھی ایک دوسرے سے لڑ پڑتے۔ چنانچہ کچھ روز بعد آپس میں یہ طے پایا کہ ہم دونوں ایک ایک پاؤں کا جوتا سیدھا کر دیا کریں گے۔ تا کہ دونوں برابر فیض اٹھائیں۔ اور کوئی محروم نہ رہے۔ یہ وارفتگی، شعور کی پختگی علم کی کاملیت کے ساتھ پختہ ہوتی گئی۔

حضور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہ اپنے استاد گرامی کی بے حد تعظیم و توقیر اور خدمت کرتے تھے۔ اس بات کا اندازہ اس واقعے سے بخوبی ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ منظر اسلام بریلی کے سالانہ دستارِ فضیلت میں شرکت کے بعد واپسی کے لئے بریلی اسٹیشن پر جلوہ گر ہوئے۔ حضرت علامہ سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کو الوداع کہنے کے لئے اسٹیشن تک ساتھ آئے۔ آپ کے ساتھ کافی طلباء بھی تھے گاڑی آنے میں ابھی تاخیر تھی۔ آپ نے اپنے استاد صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں دبانے شروع کر دیئے اس بات کی پروانہ کی کہ اس شہر بلکہ اس زمانے کی سب سے عظیم درس گاہ منظر اسلام کا میں شیخ الحدیث ہوں۔ میرے ملنے والے اور میرے مدرسے کے طلباء موجود ہیں بلکہ آپ نے عزت اسی میں سمجھی کہ اپنے

ہاتھوں سے استاد محترم کی خدمت کی جائے۔ اسی لئے تنبیہ الغافلین میں ہے کہ اگر انسان حکمران بھی بن جائے تو یہ باتیں نہ چھوڑے۔ 1۔ ماں باپ کی آمد پر مجلس میں کھڑا ہونا، 2۔ اپنے گھوڑے کی نگہبانی کرنا، 3۔ استاد کی خدمت کرنا۔

استاد کے حقوق

تحصیل علم میں استاد کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے طالب علم کو چاہئے کہ استاد کے حقوق کی پاسداری کرے۔ اگر استاد کے حقوق کی پاسداری کرے گا تو علم کی برکات سے مستفید ہوگا۔ لہٰذا شاگرد کو چاہئے کہ وہ استاد کے بستر (اور مسند) پر نہ بیٹھے اگرچہ استاد موجود نہ۔

شامی ردالمختار میں ہے کہ

حق العالم علی الجاھل و حق الاستاد علی التلمیذ واحد علی السواء وھو ان لا یفتح الکلام قبله ولا یجلس مکانه و ان غاب ولا یرد علیه کلامه ولا یقدم علیه فی مشیه

"عالم کا جاہل پر حق ہے استاد کا شاگرد پر حق ہے۔ اور یہ حقوق برابر ہیں۔ وہ یہ کہ استاد سے پہلے کلام نہ کرے، اور نہ ہی اس کی جگہ پر بیٹھے۔ اگرچہ غائب ہو اور اس کی بات نہ ٹوکے اور نہ رد کرے اور چلنے میں آگے نہ ہو استاد کے پیچھے چلے"۔

......شاگرد پر لازم ہے کہ وہ نہ تو استاد کے آگے چلے اور نہ اس سے پہلے بولے بہر حال ہر معاملے میں اس سے سبقت نہ کرے۔

......استاد کی اذیت رسانی سے بچے۔ ویسے تمام مسلمان کے لئے بھی اذیت رسانی ناجائز ہے۔ جیسا کہ اس بارے میں قرآن وحدیث میں تصریح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

والذین لایوذون المومنین والمومنات بغیر ما اکتسبو

Marfat.com

فقد احتملوا بهتاناً واثما مبیناہ (طبرانی)

اور حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت پہنچائی''۔

...... استاد سے حسد نہ کرے۔ پھر حسد کی خرابیاں ذہن میں لائے کہ حاسد کے لئے دنیا و آخرت میں کتنی ذلت ہے اور پھر استاد کا حاسد (معاذ اللہ)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ

مَن علّم عَبدًا ایَۃَ کِتَاب اللہ تعالیٰ فھُومَولاَ

ترجمہ: ''جس نے جسے کتاب اللہ کی ایک آیت بھی سکھائی تو وہ اس کا مولیٰ ہے''۔ (طبرانی از ابوامامہ)

سیدنا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''من علمی حرفا فقد صیرنی عبدان شاء باع وان شاء اعتق'' ترجمہ: ''جس نے بھی مجھے ایک حرف پڑھایا پس میں اس کا غلام ہوں اگر چاہے تو بیچ دے اور اگر چاہے تو آزاد کر دے''۔

اس سے بڑھ کر یوں فرمایا کہ:

ماکتب عن احد حدیثا الا وکنت لہ عبدا ماحی

''میں نے جس سے صرف ایک حدیث لکھی تو میں اس کا زندگی بھر غلام ہوں''۔

...... استاد کی کسی ضرورت پر اپنی ضرورت مقدم نہ کرے۔ حضور ﷺ تو عام مسلمانوں کے لئے روا نہیں رکھتے تھے۔ مثلاً فرمایا ایک کی منگنی پر اپنی منگنی نہ کر ڈالو۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور استاد تو حقوق کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر ہے۔

...... استاد کی توقیر و تعظیم میں کمی نہ کرے جب کہ یہ عام مسلمان بڑی عمر والے کے لئے حضور ﷺ کو گوارہ نہیں۔ چنانچہ فرمایا: لیس منا من لم یرحم صغیرنا و یعرف شرف کبیر نا (رواہ احمد والترمذی والحاکم)

وہ ہم سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا۔ اور بڑوں کی بزرگی کو نہیں پہنچانتا۔

Marfat.com

ایک کامیاب طالب علم کو استاد کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ استاد کا حق یہ ہے۔

......استاد سے کثرت سے سوال مت کرو۔

......استاد کو کسی سوال کے جواب میں طعنہ مت دو۔

......استاد جب تھک جائے تو اصرار مت کرو۔

......استاد جب اٹھ جائے تو کپڑا مت پکڑو۔

......استاد کے بھید ظاہر مت کرو۔

......استاد کی کسی کے پاس غیبت نہ کرو۔

......استاد کی لغزش کو نہ پکڑو اور اگر لغزش کرے تو اس کا عذر قبول کرو۔

......استاد کی عزت و توقیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے اوپر لازم سمجھو۔ جب تک کہ وہ احکام الٰہی بجالائے۔

......استاد کے آگے مت بیٹھو۔

......استاد کی کوئی حاجت ہو تو اسے پورا کرو۔

اگر کسی نے یہ حق ادا کیا تو اس نے استاد کا حق پورا کیا۔ پھر اس کے بعد وہ طالب علم وہ کچھ پائے گا۔ جس کا تصور شاید اس نے خود بھی نہ کیا ہو۔

امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے

''استاد کے حقوق کے بارے'' میں مدنی پھول

سوال: ایک طالب علم کے استاد اور استاد کے طالب علموں پر کیا حقوق ہیں؟

جواب: استاد کو چاہیے کہ وہ اطاعت کا مطالبہ کرنے سے پہلے اپنی شفقت کو دیکھے کیونکہ استاد بڑا ہے شاگرد چھوٹا ہے۔ استاد میں عام طور پر عقل زیادہ ہونی چاہئے۔ شاگرد میں عمر کا تقاضا کہ عقل کم ہونی چاہئے۔ استاد اگر شفقت کرے گا تو طالب علم اطاعت پر مجبور ہو جائے گا۔

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے لئے حکم ہو گیا کہ ان کی اطاعت کی جائے تو یہ کافی ہے اور ان کی محبت عین ایمان ہے۔ لیکن پھر بھی سرکار علیہ الصلوٰۃ السلام نے شفقتوں کے دریا بہائے۔ اور ایسے ایسے اوصاف حمیدہ آپ ﷺ میں ہیں کہ ہر فرد اطاعت پر اور محبت پر مجبور ہے۔

شاگردوں کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے استاد کا ہر صورت میں ادب کریں چاہے استاد کی طرف سے ناروا سلوک ہوتا ہو تو چونکہ اس سے علم حاصل کر رہے ہیں اور علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ تو اپنے مفاد پورا حاصل کریں۔

استاد تو آپ کو دین سکھاتا ہے آپ کی آخرت بہتر بناتا ہے تو آپ کم از کم کتے سے ہی اخلاق سیکھ لیں کہ مالک کتے کو ٹکڑا ڈالتا ہے مالک کا دروازہ نہیں چھوڑتا یہاں تک کہ مالک اس کو بھگائے مارے تو تھوڑا بھاگے گا پھر دم ہلاتا ہوا واپس پاؤں چاٹنا شروع کر دے گا۔ تو ہم لوگ عمر بھر کھائیں اور ایک بار ڈانٹ پڑ جائے تو ہم مخالف ہو جائیں تو کتے کے اخلاق سے بھی گر گئے۔

شاگرد کو یہ بھی چاہئے کہ ہر صورت میں استاد کے پیش نظر رہے اور اس کے سامنے بھی اس کا ادب کرے اور اس کے پیچھے بھی اس کا ادب کرے۔ اس کی بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھے۔ اس کی نقلیں نہ اتارے ورنہ علم کی روح سے محروم رہے گا۔ اگر طالب علم استاد کی بے ادبیاں کرتا رہا۔ جب تک کوئی مصلحت شرعی نہ ہو ہر صورت میں استاد کا مطیع و فرمانبردار رہے گا تو وہی علم حاصل کر پائے گا۔ ورنہ علم کی روح نہیں ملے گی۔ اگر طالب علم استاد کی بے ادبیاں کرتا رہا ایسا طالب علم اگر بہت بڑا عالم بن بھی گیا تو ایسی بھولیں کرے گا کہ اس کو پتہ بھی نہیں چلے گا کہ میں نے یہ بھولیں کس وجہ سے کیں اور میری یہ رسوائی کیسے ہوئی تو ہوسکتا ہے کہ یہ استاد کی بے ادبی کا نتیجہ ہو اور اس کو کانوں کان خبر تک نہ ہو۔ (ملفوظات عطاریہ حصہ 8)

امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے

”طالب علموں کے بارے“ میں مدنی پھول

سوال: جامعہ کے طالب علموں کو کیسا ہونا چاہئے؟

Marfat.com

جواب: اس کو تو مثالی ہونا چاہئے۔ کیونکہ دعوتِ اسلامی اور اس سے متعلقہ جو بھی ہیں ان کو عوام الناس عقیدت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور دیکھنے والے تنقید کی نظر بھی ڈالتے ہیں۔ تو جو عقیدت سے دیکھے اس کی بھی عقیدت مجروح نہ ہو اور جو تنقید کی نظر سے دیکھتے ہیں ان کے شر سے بچنے کے لئے بھی محتاط رہنا ضروری ہے۔ نیت وہی رضائے الٰہی کی ہو تو جامعات ہوں یا مدرسۃ المدینہ ہو یا کوئی بھی دعوت اسلامی سے تعلق رکھنے والے فرد ہوں اس کو فی زمانہ لوگ غور سے دیکھتے ہیں۔ تو اس کو بہت محتاط ہونا چاہے۔ گھر میں بھی بہت محتاط ہونا چاہئے ورنہ گھر میں اگر آپ بداخلاقی کریں گے تو گھر میں بھی طعنے ملتے ہوں گے کہ تیرے قاری صاحب نے تجھے یوں سکھایا تجھے استاد نے یہ سکھایا یہ سبق پڑھایا ہے اس طرح آپ کو طعنے بھی ملیں گے کہ تو مولوی ہو کر ایسی حرکتیں کرتا ہے کہ باجی کو جھاڑتا ہے اب تو تیری داڑھی نکل آئی یہ اور امی سے بدتمیزی کرتا ہے۔ اس طرح ترکیب آؤٹ ہو جائے گی۔ اور گھر والوں کا ذہن خراب ہو جائے گا۔ گھر والوں کا ذہن بنتا نہیں ہے۔ اس کی ایک وجہ طالب علم کی بداخلاقی بھی ہے۔

آپ کوئی ایسی بھول نہ کریں کہ گھر والے طعنے دیں۔ اور دیں تو جذبات میں نہ آئیں بلکہ ہنس کر ٹال دیں یا خاموش ہو جائیں۔ طالب علم کو صابر و شاکر اور سنجیدہ و متین ہونا چاہیے۔ اس طرح ہونگے تو آپ کی اور گھر والوں کی آخرت کی بہتری ہوگی۔ اپنے استاد کی بھی فرمانبرداری کرے اور اپنے مدرسے کے ماحول کو بھی پراگندہ نہ کریں گے۔ اپنے مدرسوں کو چلانے والی مجلس کے بارے میں بھی زبان محتاط رکھیں کہ بعض نادان کبھی استاد کی برائی کرتے ہیں کبھی مدرسے کی مینجمنٹ کی برائی کرتے ہیں یہ آپ کے استاد آپ کی آخرت بنانا چاہتے ہیں ٹھیک ہے اگر بیچارے بھول کرتے ہیں تو آپ بھی تو بھولیں کرتے ہیں اور اپنی بھولوں پر نظر رکھیں تو اگر آپ استاد کی بھول لوگوں کو بتائیں گے یا آپ کی جامعہ کی یا آپ کی مجلس جو مینجمنٹ چلاتی ہے ان کی بھولیں لوگوں کے سامنے آجائیں گی تو یہ کتنی بے مروتی ہوگی اور اس سے نقصان آپ کا ہوگا۔ آپ کے مدرسے کا ہوگا اور آپ نمک حرام

Marfat.com

کھلائیں گے کیونکہ اصول یہ ہے کہ جس کا کھانا اس کا گانا تو یہ آپ کی خدمت کرتے ہیں بیچارے اتنا آپ پر وقت دیتے ہیں اتنا آپ کو کھلاتے ہیں اگر آپ ان کی برائی کریں گے تو ظاہر ہے کہ اچھے لوگوں میں آپ کا شمار نہیں ہوگا۔ مدرسے کا اگر کوئی معاملہ انیس بیس ہے تو پردہ ڈالنا آپ کے لئے ضروری ہے اور اس میں آپ کی بھلائی ہے۔ وہ طالب علم بڑا بے مروت ہے اور میرے نزدیک اس کو اس کی اجازت نہیں کہ وہ میرے نزدیک اس کو ایک دن کیا ایک گھنٹے کیا ایک سانس بھی مدرسے کے لینے کی اجازت نہیں ہے کہ جو میرے مدرسوں کی مجلسوں کو اچھالتے ہیں برا بھلا کہتے ہیں۔ (ملفوظات عطاریہ حصہ نمبر 8)

استاد کے حقوق میں کوتاہی کی سزا

ایک کامیاب طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے استاد کے حکم میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔ کیونکہ استاد شاگرد کے لئے بڑی عظمت وشان والا ہے۔ بس جو شاگرد استاد کے حقوق میں کمی کرتا ہے تو سمجھ لو وہ حدود اللہ سے عمداً تجاوز کر رہا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے آیت ھل نجازی الا الکفور۔ (ہم ناشکرے کو سزا دیں گے) سے استدال فرمایا ہے اور آیت ان اللہ لا یحب کل مختال ضخور۔ بے شک اللہ تعالیٰ مکر وفریب کرنے والے اور ناشکرے سے محبت نہیں کرتا۔) سے بھی استدلال فرمایا ہے کہ یہ آیت اسی شاگرد کے لئے وعید ہے جو اپنے استاد کے حقوق میں کوتاہی کرتا ہے۔ (اسلامی طلبہ صفحہ 15)

حدیث پاک میں استاد کے حقوق میں کوتاہی کی وعید آئی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جس پر احسان کیا گیا وہ اس کے عوض محسن کا مداح ہے تو اس نے اس کا شکریہ کہا اور جو اس کی مدح وثنا چھپاتا ہے تو نے اس پر کفران نعمت کیا۔

خلاصہ یہ کہ استاد نے شاگرد کو علمی جواہر سے نوازا تو اس کا شکریہ شاگرد پر ضروری ہے اور لازم ہے کہ وہ استاد سے عزت وتعظیم سے پیش آئے۔ اس کی ماں ہر طرح کی شرعی دلجوئی کرے۔ اس کی تعریف ومدح میں رطب اللسان رہے۔

نیز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حقوق کا انکار فرق اجماع ہے۔ یعنی اس

Marfat.com

پر تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ اور جو اس کا منکر ہے تو وہ گویا اجماع سے ہٹ کر جہنم کی راہ اختیار کر رہا ہے۔

نیز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شریر اور بدبخت جب طاقت وقوت پاتے ہیں تو باپ کے ساتھ سرکشی کرتے ہوئے اس کی نافرمانی کرتے ہیں یونہی شاگرد کا حال ہے۔ تو نتیجہ پھر نکلتا ہے۔ جب بوڑھے ہوتے ہیں۔ تو پھر انہیں وہی پیش آتا ہے۔ جو انہوں نے اپنے باپ اور استاد سے کیا۔

سچ ہے ''کما تدین تدان'' جیسے کرے ویسے پائے گا۔ لیکن ''لعذاب الاخرۃ اشد'' اور آخرت کا عذاب اس سے سخت تر ہے۔

نیز حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''اپنے استاد کے حقوق کبھی ضائع نہ کر''۔

استاد کے حقوق میں کوتاہی کی چند وجوہات ہیں۔

......جو شاگرد استاد کے حقوق میں کمی اس وجہ سے کرتا ہے کہ اسے کوئی دینوی عہدہ یا اس کی دینوی حیثیت میں اضافہ ہوا ہے تو وہ اس وجہ سے استاد کے حقوق میں عار و شرم کرتا ہے۔ تو وہ دنیا کا کتا ہے۔ اس کے لئے وہی وعیدیں ہیں جو علم کو دنیا کی خاطر حاصل کرنے والے کے لئے ہیں۔

......کوئی شاگرد دینوی فنون میں ترقی کر چکا ہے اور اس کا استاد دینی علوم و اسلامی کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتا یا اس کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے۔

......دینوی فنون کی ترقی استاد کی اسلامی فنون پر ترجیح کا سبب نہیں بلکہ اسلامی علوم وفنون کی عزت واحترام بڑھ کر ہے۔ اسی لئے فقہاء کرام نے فرمایا کہ جہاں فنون دینوی کا ماہر اور اسلامی مسائل اور فقہ کا ماہر جمع ہوں۔ تو امامت کا حقدار وہی ہے جو اسلامی علوم کا ماہر ہے۔ تو اسی معنی پر استاد کے حقوق کو ترجیح دینا ضروری ہے۔

......کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ استاد کے نالائق شاگرد کا انجام کیسے برباد ہوتا ہے آپ نے

Marfat.com

کہا کہ ایک شاگرد نے استاد کو اذیت پہنچائی تو استاد نے کہلوا بھیجا کہ ''تو نعمت خداوندی سے محروم ہو گیا چنانچہ ایسے ہوا کہ چند دنوں کے بعد وہ شاگرد ہیجڑوں کے ساتھ شامل ہو گیا اسی دوران چوری کی تو ہاتھ کاٹا گیا''۔

......صاحب ہدایہ کے استاد حضرت شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار اپنے شہر سے دوسرے شہر جانے لگے تو بہت سے لوگ حاضر ہوئے۔ امام رنجری رحمۃ اللہ علیہ نہیں آئے اپنی بوڑھی ماں کی خدمت کر رہے تھے۔ اس لئے استاد کی زیارت سے محروم رہے۔ جب اس کے بعد ملاقات ہوئی تو استاد نے شکایت کی۔

امام رنجری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عذر پیش کیا۔ حضرت حلوانی نے فرمایا: ''ماں کی خدمت کو استاد کی ملاقات پر ترجیح دی اس لئے تمہاری عمر بڑھے گی۔ لیکن علم دین کی درس و تدریس نہ کر سکو گے''۔

تعلیم المتعلم میں ہے کہ ''جیسا استاد نے کہا تھا۔ ویسے ہی ہوا۔ علم سینے میں ہی قبر میں لے گئے۔ لیکن کسی کو فائدہ نہ پہنچا سکے''۔ (اسلامی طلبہ صفحہ 8)

استاد کی سختی برداشت کرے

طالب علم کو چاہئے کہ استاد کی سختی برداشت کرے کہ بزرگان دین فرماتے ہیں کہ ''جو طالب علم استاد کی سختی برداشت کر نہیں سکتا وہ علم کی منزل کو نہیں پہنچ سکتا''۔

ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ سخت مزاج تھے۔ کسی نے کہا کہ طالب علم دور دور سے آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ ان سے خفا ہوتے ہیں۔ کہیں وہ آپ کو چھوڑ کر چل نہ دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ وہ تمہاری طرح احمق ہوں گے۔ کہ وہ میری سخت روی کی وجہ سے اپنا فائدہ ترک کر دیں۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انسان پر اپنے استاد کی مدارت واجب ہے۔ اس کی سختی برداشت کرے۔ استاد اگر اچھی بات بتائے یا کسی بری بات پر تنبیہ کرے تو اس کی شگر گزاری ضروری ہے۔ جب وہ کوئی نکتہ بتائے تو اگرچہ پہلے سے معلوم ہو تو تب بھی یہ

Marfat.com

ظاہر نہ کرے کہ مجھے پہلے سے معلوم ہے استاد کو کبھی ناراض نہ کرے۔

اگر استاد کی شان میں خدانخواستہ کوئی بے ادبی یا گستاخی ہو جائے تو فوراً عاجزی کے ساتھ معافی مانگ لے۔ کیونکہ اگر استاد کا دل دکھی ہو گیا تو اس سے کبھی فیض نہی ملتا۔

(جواہر القراۃ ص 37

اگر استاد کی شان میں خدانخواستہ کوئی بے ادبی یا گستاخی ہو جائے تو فوراً استاد کو خوش کرے۔ ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" جو استاد کی ڈانٹ اور مار برداشت نہیں کرتا وہ زمانے کی ٹھوکروں پر ڈال دیا جاتا ہے"۔ استاد کی روک ٹوک اگر پڑھنے میں ہو تو اس کو برا نہ سمجھے اور نہ چہرہ پر شکن پڑے نہ ملال ظاہر کرے۔ کہ اس سے استاد کے دل میں انقباض پیدا ہو جائے گا۔ اور نفع کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ کیونکہ نفع موقوف ہے۔ انشراح دل اور مناسبت پر اور صورت مذکورہ میں دونوں باتیں نہیں ہیں۔

.........بہت بڑا قاعدہ اور جلد منفعت کی کنجی یہ ہے کہ جس سے نفع حاصل کرنا ہو خواہ خالق سے ہو یا مخلوق سے اس کے سامنے انسان اپنے آپ کو مٹا دے اور فنا کر دے۔ اپنی رائے اور تدبیر کو بالکل دخل نہ دے۔ پھر طالب علم کو وہ علم حاصل ہو گا کہ جس کا نفع وہ دنیا آخرت دونوں میں دیکھے گا۔

بس ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ جس استاد سے نفع دینی یا دنیوی حاصل کیا ہے اس کے سامنے اپنے آپ کو مٹا دے۔ یعنی اپنی شان وشیخی طاق پر رکھ دے اور ادب واطاعت اور خدمت کو اپنا شعار بنائے۔

مطالعہ کا ذوق بڑھائے

علم ایک مخفی خزانہ ہے جس طرح مخفی خزانے کی تلاش میں دقت ہوتی ہے اور نہایت مشقت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح علم کے حصول میں کتاب کے مطالعے میں خوب دماغ سوزی کی جائے تاکہ علمی جواہر نصیب ہوں۔

"مطالعہ" کا مادہ "طلوع" ہے اور طلوع پردۂ غیب سے عالم ظہور میں آنے کو کہتے ہیں

Marfat.com

اور مطالعہ کا معنی یہ ہوا کہ ادھر طالب علم نے اپنی توجہ کتاب کی طرف مبذول کی ادھر کتاب نے طالب علم کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔ اب دونوں کے گہرے ربط سے کام بن گیا۔

تمام سلف صالحین کا علمی کمال عروج پر کثرت مطالعہ سے پہنچا تھا۔ وہ لوگ ایک ایک کتاب کو پچاس پچاس برس پڑھتے تھے اور سو سو بار پڑھتے تھے۔ نیز مطالعہ میں منہمک رہا کرتے تھے جیسا کی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ہے کہ آپ دور طالب علمی میں بھی اور طالب علمی کے بعد بھی کتابوں کے مطالعے میں منہمک رہتے تھے۔

محمد ابن سماعہ جو ان کے خاص تلامذہ میں سے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو مطالعہ میں اس قدر انہماک ہوتا تھا کہ اگر کوئی شخص ان کو سلام کرتا تو انہماک اور بے خبری میں اس کو جواب دینے کے بجائے اس کے لئے دعا کرنے لگتے۔ ان کے نواسے فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد اپنی والدہ سے دریافت کیا کہ جب نانا گھر میں رہتے تھے تو کیا کرتے تھے۔

انہوں نے اشارہ کر کے فرمایا۔ اس کوٹھری میں رہا کرتے تھے۔ اور گرد و پیش کتابوں کا انبار لگا رہتا تھا۔ میں نے مطالعے کے وقت ان کو بولتے ہوئے نہیں دیکھا۔

علمی شغف کا یہ عالم تھا کہ کپڑے میلے ہو جاتے تھے مگر اس کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔ اور کوئی دوسرا شخص کہہ کر کپڑے نہ بدلوا دیتا تو آپ کپڑے نہ اتارتے۔

گھر کے مرغ کو اس لئے ذبح کرا دیا تھا کہ اس کی آواز سے مطالعہ میں خلل ہوتا تھا۔ آپ نے یہ کہہ کر رکھا تھا کہ مطالعے کے وقت مجھ سے کسی ضرورت کا ذکر نہ کیا جائے میرا قلب اس طرح متوجہ ہوتا ہے۔ (تذکرۃ المحدثین: صفحہ 143)

''جب کوئی علم حاصل کرنا چاہے یا کسی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہئے تو تیرا علم و مطالعہ ایسا ہونا چاہئے جو تیرے دل کی اصلاح کرے اور تیرے نفس کو طیب و طاہر کر دے''۔

علی بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

کہتے ہیں کہ میں امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گیا۔ اندر آیا تو دیکھا امام ابو

یوسف رحمۃ اللہ علیہ گھر میں اکیلے کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا۔ ''میرے گھر کے ہر گوشے میں نگاہ ڈالیں'' میں نے دیکھا تو چاروں طرف کتابیں ہی کتابیں نظر آئیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ

کو بہت افسوس ہوتا تھا کہ وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے:

والله انی تاسف فی الفوات عن الاشغال بالعلم فی وقت الاکل فالوقت والزمان عزیز

ترجمہ: ''بخدا مجھ کو کھانے کے وقت مشاغل کے چھوٹ جانے پر افسوس ہوتا ہے کیونکہ فرصت وقت عزیز ہے''۔

حکیم ابونصر فارابی رحمۃ اللہ علیہ

جن کا عالم میں بڑا شہرہ تھا زمانۂ طالب علمی میں رات کو پاسبانوں کی قندیلوں تلے کھڑے ہو کر کتاب کا مطالعہ فرماتے۔ ان کے پاس اتنی فرصت نہ تھی کہ اپنا تیل خرید کر مطالعے کا انتظام فرماتے۔

امام ادب ابوالعباس ثعلب العانوی رحمۃ اللہ علیہ

اکانوے برس کی عمر کو پہنچ چکے تھے لیکن ذوقِ مطالعہ ابھی جوان تھا۔ یہاں تک کہ ایک دن جمعے کے بعد مسجد سے مکان کو جانے لگے۔ راستے میں کتاب دیکھتے جاتے تھے۔ مطالعہ میں اس قدر محویت تھی کہ گھوڑے کو دھکا لگا۔ اس صدمے سے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ لوگ غشی کی حالت میں اٹھا کر مکان پر لائے۔ ضعف پیری نے جانبر نہ ہونے دیا اور اسی حالت میں انتقال کر گئے۔

سبحان اللہ! ذوق مطالعہ ہو تو ایسا کہ زندگی بھر بھی کتاب کو رفیق کار سمجھا اور رکھا اور

Marfat.com

موت آئی تو بھی مطالعہ کتب کے دوران۔ ''سخی کا کام ہے کہ سائل کو محروم نہیں لوٹاتا۔ کیا علم کوئی ایسا بخیل ہے کہ طالب علم سائل کو اپنی سخاوت سے محروم لوٹا دے گا''۔

چنانچہ ہمارے اسلاف اس سخی کے پاس سائل بن کر گئے۔ اور اس سخی نے ایسا نوازا کہ اپنے زمانے کے بڑے بڑے عالم دین کہلائے۔

حضرت سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے مطالعے اور کتب بینی کا حال یوں بیان فرماتے ہیں'' مطالعہ میرا شب و روز کا مشغلہ تھا۔ بچپن سے میرا یہ حال تھا کہ مجھے خود نہیں معلوم کہ کھیل کود کیا ہے۔ خواب، مصاحبت، آرام و آسائش کے کیا معنی ہیں، میں نہیں جانتا کہ سیر کیا ہوتی ہے۔ تحصیل علم میں مشغولیت کی بناء پر کھانا کبھی وقت پر نہیں کھایا اور نیند بھر بھی نہیں سویا۔ کبھی مطالعے کے دوران میں ایسا بھی ہوا کہ آدھی رات گذر گئی۔ میرے والد صاحب نے مجھ سے فریاد کی کہ'' بابا کیا کرتے ہو'' میں سنتے ہی فوراً لیٹ جاتا کہ جھوٹ واقع نہ ہو۔ اور کہتا'' میں سوتا ہوں'' آپ فرماتے ہیں کہ جب وہ مطمئن ہو جاتے تو میں اٹھ بیٹھتا، اور مشغول ہو جاتا۔ اور بسا اوقات یوں بھی ہوا مطالعے کی اثناء میں نیند کے غلبے سے سر کے بال اور عمامہ وغیرہ جلتے چراغ میں جل جاتے، لیکن شیخ عبدالحق مطالعے میں بدستور منہمک رہتے۔

(اشعۃ اللمعات ابتدائیہ)

بزرگان دین کا مطالعہ میں انہماک اور ذوق دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے کہ حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے تحصیل علم میں علاوہ اپنی کتابوں کے ساڑھے تین سو کتابیں مطالعہ کیں۔

حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

اس قدر کثیر مطالعہ فرمانے کے عادی تھے کہ آپ'' علم کی لائبریری'' کے نام سے مشہور معروف ہو گئے۔ حضور صدر الشریعہ کے سر پر شدید چوٹ آئی ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا

Marfat.com

مشورہ دیا اور کتب بینی کی سخت ممانعت کردی۔ اس کے باوجود تکلیف کی پرواہ کئے بغیر مطالعے میں مصروف رہے۔

جب استاد کے ذوق مطالعہ کا یہ عالم ہو تو طالب علم کو بھی ویسا ہی ذوق نصیب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مولانا سردار احمد صاحب لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ کو مطالعہ کا ذوق اتنا تھا کہ رات ہو یا دن سفر ہو یا حضر تندرست ہوں، یا بیمار، ہر وقت اور ہر حالت میں کتب بینی میں مصروف نظر آتے اجمیر شریف میں زمانہ طالب علمی میں ایک مرتبہ آپ گر پڑے اور سر پر سخت چوٹ آئی ڈاکٹروں نے مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا اور کتب بینی کی ممانعت کردی لیکن اس کے باوجود آپ کی شدتِ اشتیاق کا یہ عالم تھا کہ اپنی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر تیمارداروں سے نظر بچا کر مطالعہ میں مصروف رہتے۔

مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک اہم مضمون میں فرماتے ہیں کہ "مولانا سردار احمد صاحب قدس سرہ کو جب بھی دیکھتا، مسجد میں مدرسے میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے پھاٹک پر کوئی نہ کوئی علمی کتاب ہاتھ میں ہوتی، مسجد میں نماز باجماعت میں کچھ دیر ہوتی تو کتب درسیہ کا مطالعہ فرماتے رہتے۔ حضور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے زمانے میں جامعہ رضویہ اسلام میں بجلی نہ تھی۔ اکثر طلباء سو جایا کرتے تھے مگر آپ رات کو بارہ ایک بجے تک بلدیہ محلّہ سوداگران میں لگی لالٹین کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا سبق یاد فرماتے تھے۔ مدرسہ سے کچھ طلباء نے فرمایا نہ اپنے اساتذہ کرام نہ حجۃ الاسلام، حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سے شکایت کی۔ ان کے استادِ محترم کو کسی طرح اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے میں لالٹین کا انتظام کیا"۔ (سوانح محدث اعظم)

اس واقعے سے آج کل کے طلباء سبق حاصل کریں کہ مطالعہ کس قدر اہمیت رکھتا ہے، بزرگان دین اپنے مطالعے کا اہتمام بہت زیادہ کیا کرتے تھے ان کے اس اقدام میں نہ ان کو رات کی تاریکی اور کم روشنی کا خیال آتا اور نہ اس امر کی شکایت اپنے استاد گرامی سے کرتے

بلکہ جہاں کہیں تھوڑی روشنی دیکھتے اپنی کتاب لے کر اس کے سائے میں بیٹھ جاتے۔

1943ء تک بریلی شریف میں طلبہ کے لئے دارالاقامہ نہ تھا۔ لیکن وہاں سے نکلنے والے آسمان پر چمکنے والے ستاروں کی مانند آج بھی اپنی روشنی بکھیر رہے ہیں۔ ان طلبہ کے لئے نہ کوئی دارالاقامۃ نہ مکتب، بلکہ طلبہ مساجد وغیرہ میں رہ کر اپنے آپ کو علم کی روشنی سے منور کرتے۔

مولانا سردار احمد صاحب محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ''مدارس کے دستور کے مطابق ہر کتاب میں امتحان کے لئے ایک مخصوص مقدار اساتذہ مقرر کر دیتے تھے، اسی میں طلبہ بھر پور تیاری کرتے تھے۔ ہماری بخاری شریف بلکہ صحاح ستہ پوری ہو چکی تھی مگر کتاب میں مقدار امتحان قریب قریب چوتھائی کتاب تھی۔ جماعت میں میرا نام تیسرے نمبر پر تھا۔ ہم لوگ جب بخاری شریف کا امتحان دینے کے لئے بیٹھے اور استاد گرامی حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کو بتایا گیا کہ مقدار امتحان اتنا ہے کہ انہیں جلال آ گیا ڈانٹ کر فرمایا'' میں مقدار امتحان نہیں جانتا، جتنی کتاب پڑھی ہے سب کا امتحان ہوگا کتنی پڑھی ہے''؟ جن کا پہلے نمبر پر نام تھا انہوں نے عرض کیا'' پوری بخاری شریف ختم کی ہے''۔

حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے تقریباً بخاری شریف جلد اول کا نصف کھول کر فرمایا ''یہاں سے پڑھو'' اب تو ہم لوگوں کے ہوش اڑ گئے لیکن ہماری جماعت کے بہت سے افراد نے محنت سے پڑھا تھا۔ اس لئے ان دونوں صاحبان نے کسی نہ کسی طرح با آبرو امتحان دے دیا۔ میں بہت ڈر رہا تھا۔ ایک تو حضرت کا رعب دوسرے یہ احساس کہ پتہ نہیں کہاں سے امتحان لیں۔ بخاری شریف میں کہیں کہیں ابواب اور احادیث میں اتنا دقیق تعلق ہے کہ اس کا سمجھنا سب کے بس کا نہیں بہر حال اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں نے حدیث اور باب میں مناسبت بھی بیان کر دی اور حضرت کے تین چار سوالات کے جوابات بھی دے دیئے چار جگہ سے پڑھوایا۔ ہر جگہ میں نے تسلی بخش تقریر کی اور جوابات دیئے جس

Marfat.com

سے حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ بہت خوش ہوئے چہرے پر بشاشت کے آثار نمایاں تھے اور 80 نمبر عطا فرمائے لوگوں کا کہنا ہے اتنے زیادہ نمبر حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے شاید ہی کسی کو دیئے ہوں"۔ (محدث اعظم نمبر)

یہ کثرت مطالعہ کا ہی نتیجہ تھا کہ جہاں سے امتحان لیا گیا اسی کے مطابق بہترین انداز میں جواب دیا۔

تاجدار گولڑہ شریف سید مہر علی رحمۃ اللہ علیہ

مطالعے کے اس قدر شوقین تھے کہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ موسم سرما کی طویل راتیں عشاء کی نماز کے بعد مطالعے میں ہی گذر جاتیں یہاں تک کہ اسی حالت میں اذان فجر ہو جاتی۔

تاجدار گولڑہ شریف حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور طالب علمی میں مطالعے کے بارے میں فرماتے ہیں۔ "ایک روز استاد صاحب نے پوچھا کہ مطالعہ کر کے آتے ہو یا نہیں؟" مجھے اس وقت تک مطالعے کا صحیح مطلب معلوم نہیں تھا۔ میں سمجھا مطالعہ زبانی یاد کرنے کو کہتے ہیں اس لئے اگلے دن تمام سبق زبانی یاد کر کے سنایا۔ استاد صاحب کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔

ثابت ہوا "مطالعے کا شوق علم کی ترقی کا زینہ ہے"۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ کے بارے میں علامہ جلال الدین صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "میں آپ کو بچپن سے جانتا ہوں میں نے آپ کو کھیلتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ ہمیشہ محو مطالعہ ہی پایا"۔

مولوی محمد عالم صاحب الحاج حافظ محمد سعید شاہ صاحب قدس سرہ خلیفہ مجاز حضرت سراج الملت علیہ الرحمۃ کی ہم رکابی میں دہلی گئے ہوئے تھے۔ آپ بازار سے گذرتے ہوئے ایک دوکان کے سامنے رک گئے۔ مولوی صاحب نے توقف کا سبب دریافت کیا حضرت سراج الملت علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا: "دہلی میں تحصیل علم کے دوران میں اکثر و

Marfat.com

بیشتر رات کواس دوکان کے تختے پر بیٹھ کر کتابوں کا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ بازار کی روشنی میرے پڑھنے کے لئے کافی ہوتی تھی۔ دیر تک مطالعہ جاری رکھنا اس لئے آسان ہوتا کہ سوچتا کہ اگر مجھے نیند آگئی تو تھڑے (تختہ) سے نیچے سڑک پر گر پڑوں گا۔ اس اندیشے میں نیند نہیں آنے پاتی تھی اور میں رات گئے مطالعے میں مصروف رہتا تھا''۔

حضرت مولانا مفتی محمد وقار الدین قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ایک عادت مبارک تھی کہ آپ پوری رات مطالعہ میں گذار دیتے تھے۔ بخاری شریف پڑھنے کے لئے ''عینی'' کا مطالعہ کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تھا۔ جو کہ 25 جلدوں پر مشتمل ہے۔ روزانہ بخاری شریف کے آٹھ صفحات بن جاتے۔ پھر بھی کثرتِ مطالعہ اور شوق مطالعہ کا یہ عالم تھا کہ فرماتے ہیں'' کبھی ایسا نہیں ہوا کہ استاد محترم نے کوئی سوال کیا ہو اور میں نے اس کا جواب نہ دیا ہو''۔

پس پیارے طلباء! یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس کی ملاقات کی تمنا ہوتی ہے اس کے ملنے کے لئے اس کے دروازے پر بار بار حاضری دینی پڑتی ہے اور پھر طبیعت اکتاتی بھی نہیں اسی طرح علمی پیاس بجھانے کے لئے کتاب کو بار بار غور سے دیکھنا چاہئے تا کہ محبوب علم بے نقاب ہو کر باز یابی بخشے۔

ضروری امر یہ ہے کہ اپنے اندر علمی پیاس پیدا کی جائے اور پھر جب علمی پیاس پیدا ہو جائے اور طالب علم ایک پیاسے کی طرح کتاب کو کھولے تو گویا وہ علم دین کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اب علم ایسا بے مروت بھی نہیں کہ مایوس کردے بلکہ اس کو فیض و برکات سے مالا مال کردے گا۔

استفسار علم کرے

طالب علم کو کوئی چیز معلوم ہو یا نہ ہو یا کچھ سمجھ میں نہ آتا ہو تو وہ استاد سے ضرور پوچھے، پوچھنے میں کوئی عار یا شرم محسوس نہ کرے ارشادِ رب ذوالجلال یہی ہے۔ ''فاسئلو اھل الذکر'' (تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو) اسی لئے حضرت مجاہد ملت علیہ الرحمۃ فرماتے

Marfat.com

ہیں، ”شرمیلا اور متکبر شخص علم حاصل نہیں کر سکتا“۔

اسی طرح کسی شاگرد کے لئے مناسب نہیں کہ وہ محض استاد کو تنگ کرنے کے لئے امتحاناً بے معنی سوال کرے بلکہ شاگرد اپنے علم میں اضافے کے لئے یا اپنے علم کی تصدیق کے لئے یا دوسروں کی معلومات اور اصلاح کے لئے سوال کر سکتا ہے۔ سوال بامقصد اور جامع انداز میں ہونا چاہئے۔

حضور سید الانبیاء سرکار مدینہ ﷺ کا انتہائی بلیغ ارشاد ہے کہ ”حسن السوال نصف العلم“ ترجمہ: اچھے انداز میں سوال کرنا آدھا علم ہے۔

یعنی بہترین سوال کرنا آدھا علم ہوتا ہے۔ اچھے اور بامقصد سوال سے استاد کے ذہن میں بھی انشراح اور وسعت پیدا ہوتی ہے اور شاگرد کی تائید اور اصلاح اور علم میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اگر طالب علم کو کسی سے استفادہ کرنا پڑے تو عار محسوس نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا۔ ”لم ادرکت العلم“ آپ نے اتنا زیادہ علم کیسے حاصل کیا؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”بلسان مسئول و قلب عقول“ یعنی زبان زیادہ سوال کرنے والی اور زیادہ سمجھنے والے دل سے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”مجھے اپنے استاد مکرم حضرت حماد رضی اللہ عنہ کی صحبت میں رہنے کا جتنا موقع ملا اتنا کسی دوسرے کو نہ ملا میں ان سے بڑی کثرت سے سوال کرتا، وہ بھی نہایت شفقت سے جوابات سے نوازتے“۔

سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ، علم خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال ہے۔ پس سوال کرو کہ بے شک اس میں اجر ہے چار کے لئے۔

......سوال کرنے والے کے لئے۔

......عالم کے لئے۔

......علم سے فائدہ حاصل کرنے والے کے لئے۔

Marfat.com

......علم سے محبت رکھنے والے کے لئے۔

حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مااستنکفت من الاستفادۃ ما بخلت بالافادۃ'' ترجمہ: میں نے استفادہ کرنے کے لئے سوال کرنے سے عارنہیں کی اور کسی کو فائدہ دینے سے بخل نہیں کیا۔

حضرت مفتی علامہ محمد وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ'' حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ'' اساتذہ سے پوچھا کرو، آج اگر شرم کروگے تو پھر کب سیکھوگے''۔

پیارے طلباء! یہ بات اقوال وواقعات سے اچھی طرح ثابت ہوگئی ہے کہ جو شخص اللہ عزوجل کے دین کی بات سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مقاصد اور علم میں اتنی فراخی بخشے گا کہ اس کے وہم وگمان میں نہ ہوگی۔

بحث وتکرار کرے

ایک کامیاب طالب علم بننے کے لئے کتاب کو سمجھ کر پڑھنا، بے سمجھے آگے نہ بڑھنا اور آپس میں بحث وتکرار کرنا بہت ضروری ہے۔ تاکہ طلبہ میں بولنے کا فن پیدا ہو۔

بزرگانِ دین واسلاف کرام علیہم الرحمۃ بڑے بڑے مباحثے اور تکراریں کرتے تھے اور انہیں تکراروں میں وہ کچھ حاصل کرلیتے جو فقط کتاب رٹنے سے حاصل نہ ہوسکتا تھا۔

قبعہ بن عقبہ رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ ابتدائی دور میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ علمائے ظاہر میں سے مسائل فقہ میں بڑی بحث کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اس فن میں کمال حاصل ہوگیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ میں اپنے مقابل کی تلاش میں رہتا اور مجھے اس سلسلے میں کبھی گھبراہٹ نہ ہوتی اور مباحثے میں بڑی دلچسپی ہوتی اور کوئی موقع ملتا تو ہاتھ سے جانے دیتا۔

Marfat.com

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

نے امام حسن بن زیاد کو سولہ مسئلے سمجھائے اور ان پر بار بار تکرار کی تاکہ ان کو بہت اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں۔

حضرت سلطان شیخ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا لقب طالب علمی کے زمانے میں ''بحاث'' اور ''محفل شکن'' پڑ گیا۔ ابن خلدون نے ایک جگہ لکھا ہے کہ'' تم ایسے طالب علموں کو پاؤ گے کہ ان کی عمر کا بیشتر حصہ تعلیمی محفلوں میں خاموشی کے ساتھ گذر گیا وہ علمی محفلوں میں کچھ نہیں بولتے، سوال و جواب نہیں کرتے۔ ان کی توجہ زیادہ تر غیر ضروری طور پر یاد کرنے اور حفظ کرنے میں صرف ہوتی ہے اس سے انہیں کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا یعنی علم اور تعلیم میں سوچنے سمجھنے اور تصرف کی قابلیت اور ملکہ ان میں پیدا نہیں ہوتا پس یہ ملکہ اور قابلیت حاصل کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ''سوال و جواب اور علمی مسائل میں زبان کھولی جائے''۔

شہنشاہ سیال شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی خدمت میں کوئی طالب علم ہوتا تو علیک سلیک کے بعد کتابوں پر بحث چھیڑ دیتے تو یہ بحث گھنٹوں تک جاری رہتی تو اس دوران بڑے بڑے امراء انتظار میں رہتے۔

تحفیظ علم کے لئے مطالعہ اور تکرار و مذاکرہ بھی ضروری ہے کیونکہ علم میں پختگی اسی سے حاصل ہوتی ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے'' السبق حرف و التکرار الف ''یعنی سبق کم ہونا چاہئے لیکن اس کا تکرار زیادہ سے زیادہ ہونا چاہئے۔

کیونکہ سبق کی نسبت تکرار اور غور وخوض جتنا زیادہ ہوگا۔ فہم و ادراک اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ علم میں ملکہ مہارت اور پختگی حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ طالب علم آپس میں تکرار اور مذاکراہ زیادہ سے زیادہ کرے۔ مسائل علمیہ اور مختلف مضامین میں بحثیں کریں۔ اس طریقے سے علم میں ملکہ اور پختگی بہت جلد پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

ہمارے بزرگان دین علمی مذاکروں کا اس درجہ التزام کیا کرتے تھے کہ "حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ" عصر کے بعد درگاہ معلیٰ میں نماز عصر پڑھا کر اپنے شاگردوں کے ساتھ ایک گوشے میں بیٹھ جاتے اور نماز مغرب تک علمی مذکرہ اور بحث وتمحیص جاری رہتی۔

پس! کامیاب طالب علم بننے کے لئے ضروری ہے کہ سبق میں ساتھیوں کے ساتھ بحث کا التزام کیا جائے اس سے سبق یاد ہو جاتا ہے اور بولنے کا فن بھی پیدا ہوتا ہے۔

حصول علم میں محنت وکوشش

کامیاب طالب علم بننے کے ضروری ہے کہ طالب علم محنت وکوشش کو اپنا شعار بنائے اور سستی، کاہلی اور علم سے غفلت کو قریب نہ آنے دے۔ کیونکہ علم سے استغفاء اور بے پروائی اور اس معاملے میں سستی طالب علم کے لئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا طالب علم اس مبارک راہ میں جس قدر ہو سکے توجہ، محنت ومشقت سے کام لے۔

عربی کا مشہور مقولہ ہے: "اَلْعِلْمُ لَا یُعْطِیْكَ بَعْضَهُ حَتّٰی تُعْطِیَهُ كُلَّكَ" یعنی جب تک آپ خود کو پورے طریقے سے علم کے حوالے نہ کر دیں علم اپنا ذرہ بھر بھی آپ کے حوالے نہ کرے گا۔

چنانچہ طالب علم کو چاہیے کہ راتوں کو جاگ کر مطالعہ کرنے کو اپنا معمول بنالے اور کثرتِ نیند سے بچے کہ یہ علم کی راہ میں انتہائی مضر ہے۔ کیونکہ بلند رتبوں کے حصول کے لئے شب بیداری چاہئے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: "یعنی جو بلندیوں کا طالب ہو وہ راتوں کو جاگے"۔

لہٰذا طالب علم کو چاہئے کہ رات کو جاگ کر محنت کرنے کی عادت ڈالے اور کثرت نیند سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ بسیار خوری یعنی بہت زیادہ کھانے سے پرہیز کرے، کیونکہ زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی کی کثرت سے نیند زیادہ آتی ہے اور کثرت نیند سے کند ذہنی پیدا ہوتی ہے۔ حواس میں فطور اور جسم میں کسل یعنی سستی پیدا ہوتی ہے۔

Marfat.com

لہذا! پیارے طلباء طالب علم کی راہ میں کثرت نیند، کثرت طعام سستی اور غفلت پیدا کرتی ہے۔ اور محنت کرنا کامیابی کی اہم کڑی ہے کیونکہ محنت کے بغیر علم جیسی عظیم دولت کو پانا ناممکن ہے۔

جبکہ اب تو طلباء محنت سے جی چراتے ہیں، چاہتے ہیں کہ علم ایسا نوالہ ہو جسے بارونق کمرے میں پلنگ پر بجلی کے پنکھے کے نیچے آرام کی حالت میں استاد صاحب ادب سے ہاتھ باندھ کر ہمارے منہ میں ڈال دیں اور پھر زمانے کے امام بن جائیں۔

لیکن ہمارے اسلاف واکابرین کے حالات وواقعات اس سلسلے میں واضح طور پر رہنمائی کرتے ہیں کہ انہوں نے علم کی راہ میں سخت محنت کی راتوں کو جاگ جاگ کر علم حاصل کیا۔ اپنے شب وروز کتب بینی میں صرف کیا نہ کبھی شکم سیر ہو کر کھایا نہ کبھی نیند پوری کی۔ جیسا کہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: "میں سولہ سال سے شکم سیر نہیں ہوا اس لئے کہ شکم سیری بدن پر گراں گزرتی ہے اور دل کو سخت کرتی ہے اور دانائی کھوتی ہے، نیند لاتی ہے اور آدمی کو طہارت کم کرنے دیتی ہے"۔

اسی لئے لذائذ دنیاویہ اور عیش وعشرت سے امام بخاریؒ کوسوں دور رہتے۔ طلب علم میں بسا اوقات وہ سوکھی ہوئی گھاس کھا کر بھی وقت گزارا کرتے۔ ایک دن میں عام طور پر صرف دو یا تین بادام کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ بیمار پڑ گئے۔ اطباء نے بتایا کہ سوکھی روٹی کھا کھا کر ان کی انتڑیاں سوکھ چکی ہیں۔ اس وقت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ وہ چالیس سال سے خشک روٹی کھا رہے ہیں اور اس طویل عرصہ میں سالن کو بالکل ہاتھ نہ لگایا۔

(تذکرۃ المحدثین ص183)

انسان اگر کوشش کرے تو کیا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کو انسان کی محنت میں پوشیدہ رکھا ہے، محنت ہی نے ہر انسان کو اس کے مقام کی شناسائی دی ہے۔

حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں بہت تکالیف برداشت کیں۔ مثلاً یہ کہ کئی کئی دن گزر جاتے تھے اور کچھ کھانے کے لئے نہ

Marfat.com

ہوتا تھا بھوک کی شدت سے آپ زمین پر لیٹتے اور بار بار اس آیت کی تلاوت فرماتے۔ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا

آپ خود فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تلاوت سے مجھے یوں معلوم ہوتا جیسے کسی نے کچھ کھلا دیا ہو۔

اسی طرح حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ علیہ کو علوم ظاہری کے ساتھ علوم باطنی پر بھی بہت کمال حاصل تھا۔ آپ نے بڑی محنتوں کے ساتھ علم حاصل کیا۔ قبلہ عالم قدس سرہ ایک واقعہ کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں کہ " میں اور بھائی محکم الدین لاہور گئے اور لاہور جا کر ایک عالم فاضل شخص کے پاس پڑھنے لگے اور تعلیم سے جو وقت بچتا لاہور کے گلی کوچوں میں گداگری کر کے وقت گذاری کرتے۔

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ " ایک رات میاں محکم الدین کے ساتھ گداگری کے لئے گئے رات اندھیری تھی، کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی، موسلا دھار بارش برس رہی تھی اندھیرے میں آپ کا پاؤں پھسلا اور کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے۔

حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانۂ طالب علمی میں اس قدر محنت کی جس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ " میں جاڑے کی ٹھنڈی ہوا اور گرمی سے جھلسا دینے والے جھونکوں میں ہر روز صبح دہلی کے مدرسے جاتا تھا۔ جو ہمارے مکان سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر ہو گا۔ دو پہر کو تھوڑی دیر گھر ٹھہر کر چند لقمے ضرور کھا لیتا۔ میرے والدین ہر چند کہتے تھے کہ تھوڑی دیر کے لئے محلے کے لڑکوں کے ساتھ کھیل کود میں حصہ لو اور وقت پر سو جاؤ میں کہتا تھا کہ " آخر کھیل کود سے مقصد دل کا خوش کرنا ہی ہے تو میری طبیعت اسی سے خوش ہوتی ہے کہ کچھ پڑھوں یا لکھوں"۔

عام طور پر والدین اپنے بچوں کو پڑھنے کی تلقین اور مکتب جانے کی تنبیہ کرتے تھے۔ لیکن اس کے برعکس مجھے کھیل کود کی ترغیب دیتے تھے۔

سبحان اللہ! اسلاف کی محنتیں اور کوششیں ان کو اس مقام تک لے گئیں کہ آج وہ اپنے

Marfat.com

مراقد میں آرام فرما ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے نام اور کارناموں کو اب تک زندہ رکھا ہے اور انشاء اللہ تاقیامت برقرار رکھے گا۔ چنانچہ ہمارے اکابرین کی چمکتی دمکتی سیرت پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان شخصیات کو کامیابی کا تاج پہنانے والی شے محنت ہی ہے۔

طلب علم کے لئے سفر

ہم جب اولیاء کاملین کی سیرتوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایک قدرِ مشترک نظر آتی ہے کہ یہ نفوس قدسیہ پہلے ظاہری علوم میں مہارت وکمال حاصل کرتے ہیں۔ پھر جادۂ عشق الٰہی پر قدم رکھتے ہیں۔ اور اس ظاہری علم کے حصول کے لئے تمام ہی اسلاف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے حالات زندگی سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے حصول علم کے لئے کتنی محنت و مشقت کیساتھ دور دراز کے سفر طے کئے۔

حضرت کثیر ابن قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں دمشق میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ ”اے ابوالدرداء میں مدینہ منورہ سے صرف ایک حدیث سننے آپ کے پاس آیا ہوں اس شہر میں میرا اور کوئی کام نہیں چونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ آپ کے پاس ہے جو لوگ آپ سے سنتے ہیں وہی سننے آیا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے مدینہ منورہ سے شام کا سفر اس لئے کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ شام میں نبی کریم ﷺ کی کوئی حدیث ہے۔ پس میں ایک مہینے کا سفر کر کے شام پہنچا۔ ان کا گھر تلاش کیا۔ ان کے دروازے پر دستک دی۔ خادم آیا میں نے کہا کہ آقا کو خبر دو کہ مدینے سے جابر (رضی اللہ عنہ) ان کے دروازے پر حاضر ہے۔ خادم نے واپس آ کر پوچھا ”کیا آپ جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ ”میں نے کہا ”جی ہاں!“ یہ سنتے ہی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور مجھے گلے لگایا۔ گھر میں لے گئے۔ پس جب میں نے حاضری اور اس سفر کا مقصد بتایا تو آپ بے حد

Marfat.com

خوش ہوئے اور علم کی طلب کے لئے سفر کرنے پر مبارک باد دی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک طویل حدیث سنائی جو خود انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنی تھی۔

اسی طرح حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے مصر تشریف لے گئے صرف حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث سننے کے لئے جو انہوں نے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی تھی۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مصر پہنچے۔ حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ حضور علیہ السلام کی حدیث روایت کرتے ہیں جو صرف آپ ہی کے پاس ہے میں وہ حدیث سننے حاضر ہوا ہوں حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ عنہ خوش ہوئے اور حدیث بیان کی، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ حدیث سنتے ہی اونٹ پر سوار ہوئے اور مدینہ واپس چل دیئے۔

صرف ایک حدیث کے لئے یہ سفر کیا تھا۔ سبحان اللہ! یہ ہے کھوئے ہوئے موتی کی تلاش۔ ذرا اندازہ لگایئے۔ اس زمانے میں سفر کتنا دشوار تھا۔ عرب کے ریگستانوں میں اونٹ پر سخت گرمی یا سردی کے زمانے میں ان حضرات کا تصور کیجئے۔ پھر ان کے نزدیک علم کی اہمیت کا خیال فرمایئے ان مصائب کے باوجود ان حضرات کا علم سے دل نہیں بھرتا تھا۔ یہ مومن تھے اور ”علم سے مومن کا دل نہیں بھرتا“۔

چنانچہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے سفر کو جہاد نہیں سمجھتا میرے نزدیک اس کی عقل ناقص ہے“۔

حضرت امام شعبی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ طلب علم کے لئے میں نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے زیادہ کسی کو سفر کرتے نہیں دیکھا“۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ”رئیس التابعین“ کہلاتے ہیں، ایک ایک حدیث سننے کے لئے لمبے لمبے سفر کیا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ”میں حصول حدیث کے لئے محدث کے ہمراہ کوفہ

Marfat.com

بغداد متعدد بار گیا جن کی گنتی یاد نہیں"۔

آپ علیہ الرحمۃ نے چودہ برس کی عمر میں علم کے لئے سفر شروع کر دیا۔ آپ نے اپنی زندگی کے 28 سال علم حاصل کرنے میں صرف کئے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے دور دراز شہروں میں علم حدیث کا اکتساب کیا اور احادیث کی طلب اور روایت کی خاطر متعدد بار سفر کئے۔ آپ نے کئی شہروں میں جا کر علم حدیث حاصل کیا۔ ان میں عراق، ایران، حجاز، شام، خراسان اور مصر قابل ذکر ہیں۔

حافظ ابن مقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے جتنے سفر طلب علم میں کئے پیدل کئے۔ سواری سے کام نہ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ کتابوں کا وزن بھی پشت پر ہوتا تھا۔ مشقت کا یہ نتیجہ نکلتا کہ پیشاب میں خون آنے لگتا۔

علم کی طلب میں امام ابو حاتم رازی علیہ الرحمۃ نے 3 ہزار فرسخ سے زیادہ مسافت پیدل طے کی تھی، اور میلوں کا شمار تو آپ نے چھوڑ دیا تھا۔

ابن المستری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایک نسخہ ابن فغالہ کی خاطر 70 منزل کا سفر کیا۔

حافظ ابو عبداللہ اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے طلب حدیث کے لئے اتنا سفر کیا کہ وہ فرماتے تھے کہ "میں خیال کرتا ہوں کہ ان کے نام مسلسل لئے جائیں تو سننے والے گھبرا جائیں گے"۔

نائب شہزادہ اعلیٰ حضرت اساتذہ حضرت اعظم پاکستان علامہ محمد سردار قاری رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام ان کے تعلیمی دور کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ "مولانا سردار احمد صاحب علیہ الرحمۃ تعلیمی دور میں انتہائی مودب و مہذب رہتے تھے آپ کے اپنے آبائی گاؤں سے بٹالہ ہائی سکول تک پیدل سفر کر کے آتے تھے۔ راستے میں کئی برساتی نالے پڑتے، محدثِ اعظم پاکستان علیہ رحمۃ دوسرے لڑکوں کی طرح ستر کھول کر نہ گذرتے بلکہ ستر کا پورا خیال رکھتے تھے۔ آپ کے اساتذہ کا بیان ہے کہ اسکولوں اور کالجوں میں آپ کا زیادہ دور محنت و مشقت کے ساتھ حصول علم میں گزارا، آپ وقت ضائع نہیں کرتے تھے"۔

Marfat.com

حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی علیہ الرحمۃ کے بارے میں، حضرت مولانا وصی احمد سورتی نے فرمایا ''مجھ سے اگر کسی نے پڑھا تو امجد علی (رحمۃ اللہ علیہ) نے، ایسا شاگرد کہ جس کے اساتذہ و مشائخ مدح سرا، ایسا طالب علم جو طلب علم کے سابقہ سارے معیارات پر پورا اترا اور پھر خود معیار قائم کئے۔ اسلام کے نظریہ تعلیم کو علمی طور پر شیشے میں اتارا جب کہ اسلام سفر جیسے دشوار گزار مرحلے پیش آنے پر بھی۔

حضور صدر الشریعہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ جونپور میں زیر تعلیم تھے تو گھوسی سے جونپور تک کی اکثر مسافت پیدل طے کرتے، جو سفر چین سے کسی طرح کم نہ تھا۔ شوال میں جاتے اور شعبان میں واپس آتے پڑھنے والا بلاء کا ذکی، مذترک، محنت کش اور صاحب ذوق و طلب اور پھر کیا تھا۔ تعلیمی ماحول، صالح تربیت اور ذوق صادق نے کندن بنا دیا تھا۔

انیسویں صدی کے وسط میں ذرائع نقل و حمل بے حد دشوار تھے۔ لیکن حکم نبوی ﷺ کی پیروی اور سنت سلف کی اتباع میں ہمارے بزرگانِ دین نے تحصیل علم کے لئے ہر قسم کی مشکلات کو آسان سمجھا اور دور دور کے سفر طے کئے۔

ہمارے بزرگان دین کے عزائم پہاڑوں کی مثل بلند تھے۔ وہ علم کے شوق میں بر اعظم اور سمندر طے کر جاتے تھے۔ ایک ایک کتاب کی خاطر کئی کئی سو میل پیدل چل لیتے تھے۔ مطالعہ کے شغف میں پوری پوری رات کھڑے ہو کر گزار دیتے تھے۔ اپنے مشائخ اور اساتذہ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرنے کو اپنی کامیابی سمجھتے تھے۔ اس کی ایک زندہ اور روشن مثال مفتی احمد یار خاں نعیمی قدس سرہ'' کا تعلیمی دور ہے کہ انھوں نے پانچ مقامات سے عمل حاصل کیا۔

(۱) ابو جھانی (۲) بدایوں شہر (۳) مینڈھو (۴) مراد آباد (۵) میرٹھ

اللہ اکبر! یہ تھے ہمارے اکابرین جن کے آستانوں کی جبیں سائی کو ہم اپنے لئے دارین کی سعادت سمجھتے ہیں۔ آج ہم ہیں کہ علوم اسلامیہ کے حصول سے دور بھاگتے ہیں اور سفر کی صعوبتوں سے گھبراتے ہیں۔ اگر کوئی سعادت منداس زمرے میں آتا ہے تو اسے

Marfat.com

طعن وتشنیع کرتے ہیں اور ہمارے دینی مدارس کے طلبہ بھی اس سے سبق حاصل کریں کہ حصول علم کے لئے وقت نکالیں کہ یہ ہمارے اسلاف کی سنت بھی ہے۔

پیارے طلبا! یہ بات یاد رکھو کہ ''علم کے لئے جدوجہد پچھلے گناہوں کی تلافی ہے۔'' تحصیل علم میں اسلاف کی جانی اور مالی قربانیاں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

پیارے طلبا! علم دین کے حصول میں جانی و مالی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ کچھ کھو کر ہی کچھ پایا جاتا ہے۔

ہمارے اکابرین کی زندگیاں ملاحظہ ہوں کہ کس طرح علم دین کے لئے مال خرچ کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بہت بڑے سرمایادار تھے۔ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے وہ سارا مال طلب حدیث میں صرف کر ڈالا۔

امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم الحدیث کی تحصیل میں اپنا کل سرمایہ اسی ہزار دینار بھی صرف کر ڈالا یہاں تک کہ جوتی خریدنے تک کی نوبت نہ آئی۔ ننگے پیر چلتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے تحصیل علم دین میں اپنی پونجی یعنی چالیس ہزار دینار صرف کر ڈالے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ: آپ نے تحصیل علم میں ایک لاکھ کی رقم خرچ کی جوان کے والد نے ان کو دی تھی۔

ہشام بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے علم الحدیث کے سفر میں سات لاکھ روپے صرف کیے۔

Marfat.com

شارح تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

جو حماسہ کے رہنے والے تھے، انہوں نے کتابوں کی گٹھڑی پیٹھ پر باندھی اور شام پہنچے۔ پسینے سے کتابوں کی یہ حالت تھی کہ ان کا ایک ایک ورق دوسرے سے چپک گیا تھا۔

پیارے طلباء! یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ جس طرح جانی اور مالی قربانی کی اپنی حیثیت ہے اسی طرح ''وقت کی قربانی'' کی حیثیت بھی مسلم ہے۔

طالب علم کو چاہئے کہ وہ اوقات اور ساعتیں جو طلب علم میں خرچ ہوتی ہیں ان پر طالب علم بیزاری کا اظہار نہ کرے۔ بلکہ اوقاتِ تعلیم میں دل جمعی کے ساتھ اپنے اسباق یاد کرے اور یہ فکر ہمیشہ کے لئے اپنے سے دور کردے کہ ''چھٹی ہو اور کب گھر جاؤں''۔

اے علم دین کے طالب! اگر نہیں جانتا تو جان لے کہ جتنا وقت اس راہ میں خرچ ہوتا ہے وہ سب فی سبیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ ہو رہا ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے حقیقت میں وہ جمع ہو جاتی ہے، چاہے جان، مال، ہو یا وقت ہو۔ اس کے ڈوبنے، جلنے یا چوری ہونے کا معمولی سا شائبہ بھی نہیں ہوتا۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع

ترجمہ: جو علم کی طلب میں نکلتا ہے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ واپس لوٹے''۔

تحصیل علم کے لئے ذوق وشوق

ایک اچھے طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم کی طلب ذوق وشوق سے کرے کہ شوق ہی ہر کٹھن منزل کو آسان کر دیتا ہے۔ شوق ہی علم کی خاردار راہوں کو ٹھنڈے سایہ دار غلستان میں بدل دیتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ جن طلباء نے شوق وجستجو کے ساتھ علم حاصل کیا وہ اپنی منزلوں کو پانے میں کامیاب ہو گئے۔

پس ''کامیاب طالب علم'' بننے کے لئے ضروری ہے کہ علم کے سفر میں اندر شوق پیدا

Marfat.com

کرے۔ جیسا کہ ہمارے اکابرین کی سیرت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ طلب علم کا اہتمام کس قدر ذوق وشوق سے کرتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ

اپنی مسجد میں ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ اور آپ ﷺ نے سرخ دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی۔ صفوان ابن عالی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں قبیلہ مراد کا ایک فرد ہوں۔ علم کی طلب میں گھر سے نکلا ہوں۔ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا ہوں"۔

سرکار ﷺ بہت خوش ہوئے، اٹھ کو ان کا استقبال کیا "جو شخص دین کی طلب میں اپنے گھر سے نکلتا ہے تو رحمت کے فرشتے ہر طرف سے اسے گھیر لیتے ہیں، اس پر اپنے پروں کا سایہ کرتے ہیں۔ اور طالب علم سے اتنی محبت کرتے ہیں کہ شوق میں سب نچلے آسمان تک چلے آتے ہیں"۔

اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگیاں علم کی طلب اور جستجو میں صرف ہوئیں یہ واقعہ اس بات کی روشن دلیل ہے چنانچہ۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ: کو بچپن ہی سے علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ سرکار مدینہ ﷺ کے وصالِ ظاہری کے وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی عمر سات برس اور کچھ ماہ تھی، سات برس کی عمر کیا ہوتی ہے کہ اس میں کوئی علمی کمال حاصل جا سکے۔ لیکن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طلب علم میں انتہائی شوق اور کمال دیکھیں کہ ان سے حدیث کی کئی روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

اپنے بھائی سے ایک برس چھوٹے تھے، حضور اقدس ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر چھ برس اور کچھ ماہ تھی۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے دین کی باتوں کو محفوظ رکھا۔ اور آپ سے حدیث کی کتابوں میں روایتیں نقل کی جاتی ہیں۔

دین کی سمجھ یا دین کا ذوق پیدا ہو جانا خدا کی بڑی نعمت ہے۔ جسے یہ نعمت مل گئی سمجھ لیجئے کہ اللہ رب العزت نے اس پر بڑا ہی کرم فرمایا ہے۔

سرکار مدینہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من یرید اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ معطی

ترجمہ: ''جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔ میں بانٹنے والا ہوں اور اللہ عطا فرمانے والا ہے''۔

علم کا ذوق پیدا ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی بھلائی کا فیصلہ فرما لیا ہے۔

دیکھ لیجئے! آج اسلامی تاریخ کے جو ہیرو ہیں، جن کا سبھی احترام کرتے ہیں۔ کوئی امام کہلاتا ہے، کوئی مجتہد، کوئی محدث یہ سب علم ہی کے متوالے تھے۔ ''علم کے عاشق تھے'' ان کو علم نے ایسا چمکایا کہ آج تک چمکتے ہیں اور قیامت تک چمکتے رہے گے۔ کتنے بادشاہ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے زمانے کے علماء پر ظلم وستم کیے ان کو ستایا جیلوں میں ڈالا، کوڑے تک لگوائے، جان تک لے لی، لیکن اپنے وقت کے سورما مٹ گئے آج ان کا کوئی نام تک لینے والا نہیں بلکہ ان کے ناموں کو بھی کوئی نہیں جانتا۔

لیکن علم مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کی شمع کو روشن کرنے والے آسمانو دنیا کے تارے بن کر چمک رہے ہیں۔ یہ ہے اللہ عزوجل کی طرف سے ان علم کے دیوانوں کے لئے بھلائی کا فیصلہ جن کا یہ ذوق حاصل ہوا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

ابھی سولہ سال ہی کے تھے کہ ان کے والد ان کو حج کے لئے اپنے ساتھ لے گئے، وہاں پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا ایک خوبصورت بزرگ ہیں۔ ان کا نورانی چہرا دمک رہا ہے۔ ہر طرف سے لوگوں نے انہیں گھیر رکھا ہے اور انتہائی احترام کے ساتھ ان کی باتیں سن

Marfat.com

رہے ہیں۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے پوچھا ''یہ کون بزرگ ہیں'' والد صاحب نے بتایا۔

''یہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی ہیں، ان کا نام عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ ہے'' صحابی کا نام سن کر امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ بہت خوش ہوئے، اور اپنے والد سے کہا'' مجھے بھی ان کے پاس لے چلئے، میں بھی صحابی کی زبانی حدیث شریف سنوں گا''۔

آپ رضی اللہ عنہ کے والد آپ کو لئے صحابی کے قریب پہنچے۔آپ نے سنا صحابی فرما رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:'' جوکوئی دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے معاش کی فکر سے اس طرح آزاد کردے گا کہ اس کا وہم گمان بھی وہاں تک نہ پہنچے گا''۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جب تک قبر میں نہ چلا جاؤں علم حاصل کرنا نہ چھوڑوں گا''۔

امام یحییٰ ناقل موطا رحمۃ اللہ علیہ

مدینہ منورہ میں ایک روز امام مالک کے درس میں حاضر تھے کہ شور ہوا ہاتھی آیا۔ عرب میں ہاتھی ایک عجوبہ چیز ہے۔ یہ سنتے ہی درس میں موجود تمام طلباء بھاگ اٹھے۔ مگر امام یحییٰ اسی طرح اطمینان سے بیٹھے رہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:'' اے یحییٰ! تمہارے دیس میں ہاتھی نہیں ہوتا، جاؤ تم بھی دیکھ آؤ، جواب دیا حضور میں اپنے دیس سے آپ کو دیکھنے اور علم سیکھنے آیا ہوں، ہاتھی دیکھنے کے لئے نہیں آیا ہوں''۔

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیارے شاگرد ہیں، آپ بہت ہی غریب تھے۔ پڑھنے کا اتنا شوق تھا کہ جو کچھ روکھی سوکھی مل جاتی کھالیتے اور پڑھنے کے لئے روانہ ہوجاتے۔ امام صاحب علیہ الرحمہ سے نو سال تک پڑھتے رہے۔ پابندی سے پڑھنے جاتے

کبھی ناغہ نہ کرتے تو نو سال کی مدت معمولی مدت نہیں۔ لیکن آپ کے شوق کا یہ حال تھا کہ ان نو سالوں میں ایک دن ایسا نہ گزرہ کہ آپ نے فجر کی نماز امام صاحب کے ساتھ جماعت سے نہ پڑھی ہو۔

حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو بچپن ہی سے حصول علم کا شوق بے چین رکھتا تھا۔ اور آپ نے اپنے زمانے کے جلیل القدر علماء کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اکتساب فیض کیا۔ آپ نے صرف اپنے علاقے کے علماء ہی سے تحصیل پر اکتفاء نہیں کیا، بلکہ شام، عراق، بغداد، مدائن، فارس کوہستان، آذربائیجان، طبرستان، خوزستان، خراسان اور ماوراء النہر کے اسلامی صوبوں میں مشہور علماء فضلاء سے شرف تلمیذ حاصل کیا۔ حصول علم کے لئے سفر کی صعوبتیں بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کیں، علوم و معارف کے سمندر پی جانے کے باوجود شوق علم کی بے تابیاں کم نہ ہوئیں۔ فقط خراسان میں تین سو مشائخ کی خدمت میں حاضری دی۔ ان کے علم وحکمت کے پر بہار گلستان سے گل چینی کر کے اپنا دامن بھرتے رہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ علیہ

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی خداد صلاحیت عطا فرمائی کہ چار سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا، چھ سال کی عمر میں ربیع الاول شریف میں منبر شریف پر بہت بڑے مجمع میں میلاد شریف پڑھا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے بارے میں صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، مجھ سے اعلیٰ حضرت نے فتاویٰ صلوٰۃِ مسعودی طلب فرمایا، میرے پاس قلمی نسخہ تھا۔ میں نے وہ پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ نے تمام کتاب پر سرسری نظر ڈالی اور صرف یاد سے اس تمام کتاب کی فہرست اس کے اول میں تحریر فرمادی۔ یہ بات سنی بھی نہیں گئی کہ کوئی شخص کتاب پر ایک نظر ڈال کر اس کا حافظ ہو جاتا ہے کہ اس کی صفحہ وار فہرست بنادے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں تفسیر، حدیث، کلام فقہ وغیرہ تمام علوم دینیہ کی تکمیل کرلی۔ اس کے علاوہ بیضاوی، معالم، اتقان، درمنشور، اور تفسیر خازن پر عربی میں بے نظیر حواشی تحریر فرمائے۔ آپ علیہ الرحمہ مادرزاد ولی تھے۔

حضرت مجدد دین وملت، امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی علمی صلاحیت سے نوازا تھا کہ چوتھائی کتاب استاد سے پڑھتے اور باقی وہ خود پڑھ کر سنا دیتے تھے۔ خداداد علمی صلاحیتوں کا یہ عالم تھا کہ آٹھ سال کی عمر میں علم النحو کی کتاب ''ہدایۃ النحو'' پڑھی تھی اور چھوٹی عمر میں ''ہدایۃ النحو'' کی شرح عربی میں لکھ ڈالی۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت، رئیس العلماء تاج الاتقیاء حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی تعلیم وتربیت، آغوش والد ماجد امام اہلسنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی صلاحیت عطا فرمائی تھی کہ حدیث، تفسیر، فقہ کتب منقول، وغیرہ کو پڑھ کر صرف انیس سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوگئے۔ آپ عربی ادب میں منفرد حیثیت کے مالک تھے۔

آج کل کے طلباء عربی سے گھبراتے ہیں جبکہ اسلاف کرام کی عربی دانی کا یہ عالم تھا کہ حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کو امتحان لینے اور دارالعلوم کے معائنے کی دعوت دی گئی طلباء کے امتحان وغیرہ سے فارغ ہوکر جب آپ چلنے لگے تو مولانا معین الدین صاحب علیہ الرحمہ نے دارالعلوم کے معائنے کے سلسلے میں کچھ لکھنے کی فرمائش کی، آپ نے فرمایا ''فقیر تین زبانیں جانتا ہے، عربی، فارسی، اردو، آپ جس زبان میں کہیں لکھ دوں''۔

مولانا معین الدین صاحب علیہ الرحمہ اس وقت تک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ یا حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ سے اتنے متاثر نہ ہوئے تھے۔ جتنا ہونا چاہئے تھا۔ انہوں نے کہہ دیا کہ عربی میں تحریر کردیجئے۔

حضور حجۃ الاسلام نے قلم برداشتہ کئی صفحات کا نہایت فصیح وبلیغ عربی میں معائنہ تحریر فرما

Marfat.com

دیا۔ حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے اس قلم برداشتہ لکھنے پر مولانا معین الدین صاحب علیہ الرحمہ حیرت زدہ بھی ہو رہے تھے اور سوچ بھی رہے تھے کہ جانے کیا لکھ رہے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنی عربی دانی پر بڑا ناز تھا۔

جب معائنہ لکھ کر حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ چلے آئے تو بعد میں اس کے ترجمے کے لئے مولانا علیہ الرحمہ بیٹھے تو انہیں حجۃ الاسلام کی عربی سمجھنے میں بڑی دقت پیش آئی، بمشکل تمام لغت دیکھ دیکھ کر ترجمہ کیا وہ بھی پورا ترجمہ نہیں کر سکے اور بعض الفاظ انہیں لغت میں بھی نہ مل سکے۔ بعد میں انہیں عرب علماء کی زبان اور ان کی کتب سے حاصل ہوئے تب جا کے انہیں ان الفاظ اور محاوروں کا علم ہوا۔

پیارے طلباء اس میں کوئی شک نہیں کہ عربی ایک انتہائی فصیح و بلیغ زبان ہے، اور اس کی فصاحت و بلاغت میں کئی اسرار و رموز پوشیدہ ہیں مگر شوق ان تمام اسرار تک با آسانی رسائی کروا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے اندر شوق پیدا کیا جائے۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنّت، شمس العارفین، نائب ختم المرسلین، حضور مفتی اعظم ہند

محمد مصطفیٰ خان نوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا ماحول علم اور نور کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے بھی خوب اکتساب فیض کیا۔ آپ کو جہاں کہیں بھی علم ملا خوب ذوق و شوق سے حاصل کیا۔ چنانچہ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، صرف و نحو کے علاوہ تجوید، ادب، فلسفہ، منطق، ریاضی، علم و تکسیر اور فن تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل کیا۔

شیخ محقق محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی سے علم علیم اور فہم و دانش کا وافر حصہ عطا فرمایا، عربی نصاب اور منطق و کلام کی کتابوں تک پہنچے تو دانشوروں کے پاس حاضر ہوئے۔ اور ساتھ آٹھ سال دن رات محنت کر کے علوم دینیہ حاصل کئے۔ شیخ صاحب نے

اپنے اساتذہ کے نام نہیں لکھے۔ ذوق وشوق اور علمی انہماک کا یہ عالم تھا کہ ہر روز اکیس بائیس گھنٹے پڑھنے اور مطالعہ کرنے میں صرف کرتے۔ اپنی محنت شاقہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''اگر اتنا ذوق وشوق مولانا کی طلب اور باطن کی ریاضت میں ہوتا تو معاملہ کہاں تک پہنچتا''۔

ذکاوت وفطانت کا یہ عالم تھا کہ دورانِ سبق عجیب عجیب بحثیں اور مفید باتیں ذہن میں آتیں، اساتذہ کے سامنے پیش کرتے وہ کہتے، ہم تم سے استفادہ کرتے ہیں، اور ہمارا تم پر کوئی احسان نہیں ہے''۔

حضرت مخدوم شاہ آل رسول مارہروی رضی اللہ عنہ

کو ان کے استاد مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علویہ، عناصر، معافحات، مشترکہ، سند حدیث، مسلسل بالافتہ چہل اسماء، حزب البحر، القرآن کریم، دلائل الخیرات، حصن حصین، صحاح ستہ اور کتب حدیث وغیرہ کی اسناد اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ علوم ظاہر وباطن میں ماہر تھے۔ آراستہ نہ تھے۔ ان کو ترغیب دیتے اور فرماتے کہ بے علم دین کو سیکھے اس راہ طریقت کو جاننا اور اس پر سلوک سخت دشوار ہے۔

تاجدار گولڑہ شریف حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو تعلیم حاصل کرنے کا اس قدر انہماک اور شوق تھا کہ اپنی تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ہی ساتھ چھوٹے درجے کے طلباء کو بھی تعلیم دیا کرتے تھے۔

اس کی اجازت بطور خاص آپ کے استاد محترم نے مرحمت فرمائی تھی، آپ کو علم حاصل کرنے کا اس قدر شوق تھا کہ دوران قیام حجاز مقدس کے بڑے بڑے علماء سے فیض حاصل کیا۔

حضور صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے مولانا صدیق صاحب گھوسی سے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت

Marfat.com

علامہ ہدایت اللہ رامپوری رحمۃ اللہ سے درس لینے کے لئے جانپور گئے۔ وہاں مختلف علوم و فنون پر عبور حاصل کرنے کے بعد حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی درس گاہ پیلی بھیت پہنچے۔ حضور صدر الشریعہ نے فقہ وحدیث و منطق، فلسفہ، حکمت وطب وغیرہ متعدد علوم وفنون حاصل کئے کہ خود آپ کے اساتذہ ومشائخ نے وفورِ شفقت میں آپ کی زکاوت وفطانت اور علمی لیاقت اور استعداد کی دل کھول کر داد دی۔

حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ نے نہایت جانفشانی وکمال مستعدی سے سال بھر میں صحاح ستہ، مسند شریف، کتاب الآثار شریف، موطا شریف، طحاوی شریف کا قراۃ درسماع درس حاصل کر کے اعلیٰ درجے کا امتحان دیا۔ جن کے باعث ممتحن صاحب شاداں وفرحاں ہوئے۔ اور دستار فضیلت زیب سر کی گئی۔

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کے علمی شوق اور مطالعہ کے ذوق کے بارے میں فرماتے ہیں "میں ان کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ علامہ صاحب دن بھر مصروف رہتے تھے، جب رات کو گھر آتے تو کھانا کھاتے پھر کتابوں کا مطالعہ شروع ہوتا۔ ہم سب لوگ لالٹین کے آمنے سامنے ساتھ بیٹھ جاتے۔ اور مطالعہ میں مصروف ہوتے۔ پھر عشاء کی نماز پڑھی جاتی۔ پھر دس گیارہ بجے تک ہم لوگ سو جاتے۔ اور علامہ صدر الشریعہ رضی اللہ عنہ کا رات تک مطالعے میں مصروف رہتے"۔

حضور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ

قیام اجمیر شریف کے دوران حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ کا جسم بھاری ہو گیا۔ اطباء کی تجویز کے مطابق آپ روزانہ درگاہ شریف سے اناساگر تالاب تک پیدل سیر کرتے۔

اس سیر و تفریح میں علامہ سردار احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ عموماً بطور خادم آپ کے ہمراہ ہوتے اس سیر میں محدث اعظم پاکستان نے پوری اصول الشاشی حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ سے پڑھی۔ علامہ سردار احمد صاحب کا یہ علم اور شوق ہی تھا جو سیر میں بھی اپنے استاد

Marfat.com

محترم کے ساتھ پڑھتے۔ اور اسی شوق نے آپ کو رہتی دنیا کے لئے ایک تابناک ستارہ بنا دیا۔ جس کی روشنی نے حیات ظاہری میں بھی لوگوں کو منور کیا اور بعد از وصال بھی فیوض و اکرام کا سلسلہ جاری ہے۔

علامہ قطب الدین رازی شارح رحمۃ اللہ علیہ

کے مایہ ناز شاگرد مبارک شاہ مصر میں اپنے مدرسے کے صحن میں چہل قدمی کر رہے تھے اتنے میں ایک کمرے سے گفتگو کی آواز سنائی دیتی ہے، قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک طالب علم شرح مطالعہ کی تکرار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔ ''شرح کے مطالعہ نے یہ کہا، استاد نے یہ کہا، اور میں یہ کہتا ہوں'' پھر جو اس نے تقریر کی اس کی لطافت روانی اور جولانی فکر کو دیکھ کر مبارک شاہ پر وجد طاری ہو گیا اور وہ فرط مسرت میں رقص کرنے لگے۔ اندر جا کر دیکھا تو یہ وہی ہونہار طالب علم تھا۔ جو 16 مرتبہ شرح مطالعہ پڑھنے کے بعد شوق کا دریا سینے میں چھپائے تھا۔ ان شرح کے پاس پر انجہ پہنچا تھا۔ اس وقت شارح عمر 120 منزلیں طے کر چکے تھے۔ ان کی پلکیں ڈھلک کر آنکھوں کے اوپر آ چکی تھیں۔ انہوں نے بمشکل پلکوں کو اٹھا کر دیکھا تو نوجوان کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت چمک رہی تھی۔ انہوں نے اپنے بڑھاپے کے پیش نظر پڑھانے سے معذرت کی اور اس نوجوان کے والہانہ شوق کو دیکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ تم مبارک شاہ کے پاس چلے جاؤ وہ ہو بہو میری طرح ہے۔

مبارک شاہ کو یاد آیا کہ جب یہ شوق مجسم میرے پاس آیا تھا تو میں نے تعلیم کے لئے دو شرطیں لگائیں تھیں کہ تمہیں مستقل طور پر سبق نہیں پڑھایا جائے گا کوئی امیر زادہ پڑھنے کے لئے آئے گا تو تم بھی شریک درس ہو گے۔ دوسری یہ کہ تمہیں کوئی سوال پوچھنے کی اجازت نہ ہو گی۔

علم کے شیدائی نے یہ دونوں شرطیں قبول کر لیں اور درس میں شریک ہونے لگا۔ آج مبارک شاہ کو اندازہ ہوا کہ یہ نوجوان امتحان میں کامیاب ہو چکا ہے۔ آگے بڑھ کر اس کو گلے لگایا اور اجازت دے دی کہ آج کے بعد تم جو پوچھنا چاہو، پوچھ سکتے ہو، یہ ہونہار

Marfat.com

طالب علم میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

حضرت فقیہ اعظم ہند شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ نے انتہائی شوق ودلچسپی کے ساتھ ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ اوراس کے بعد ایسی درس گاہ کی تلاش میں سرگرداں رہے کہ جہاں زیادہ سے زیادہ اچھی تعلیم حاصل کی جاسکے۔ پس آپ کے اس شوق ولگن نے آپ کو حضور حافظ ملت کے قدموں میں پہنچادیا۔

ان کے ذوق کا عالم یہ تھا کہ حضرت سراج السالکین، نورالعارفین، سید شاہ ابوالحسن احمد نوری میاں علیہ الرحمہ نے فارسی، عربی، فقہ، تفسیر، حدیث، لغت، منطق ودیگر علوم وفنون حاصل کیے۔

حضور مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ

کو طلب علم کے شوق نے اڑیسو سے الہ آباد اور الہ آباد سے اجمیر مقدس کے دور دراز سفر کرنے پر مجبور کردیا۔ اس لئے کہ آپ کی علمی تشنگی کسی بحر ذخار کی متلاشی تھی۔ اسے دریاؤں سے کیسے سیرابی ہوسکتی تھی۔ اور یہ بحر ذخار صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی مقدس شکل میں اجمیر شریف میں موجزن تھا۔ اس بحر ذخار کے بعد کسی دوسرے دریا کی ضرورت نہ رہی۔

تکمیل تعلیم کے بعد مرکز عقیدت استاد گرامی کا جدھر رخ ہوتا اس وفا سرشت تلمیذ کی ساری توجہ ادھر مبذول رہتی۔

حضرت قمر العارفین، عمدۃ المفسرین، حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان بریلوی قدس سرہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال تک نامور اساتذہ کرام سے علوم وفنون حاصل کرتے رہے، عربی ادب پڑھاتے وقت صرف عربی زبان ہی میں گفتگو فرماتے، اور طلباء کو بھی مجبور کرتے کہ عربی ہی میں ہر قسم کی گفتگو کریں۔

”غرض کہ صفحہ قرطاس پر جتنے بھی اکابرین کے واقعات بکھیرے جائیں۔ ان کا حاصل فقط یہی ہے کہ ان کا جذبہ اور غرض بے لوث تھی۔ ان کا شوق اور جستجو بے دریغ تھی۔ ان کی محنتیں اور کوششیں بے شمار تھیں۔

Marfat.com

پھر آخر کار ہمارے اکابرین وہ سب کچھ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جس کی تمنا لے کر وہ گھر سے نکلے، کتنے ہی سفر کئے، کتنے ہی بحر بیکراں چھانے"۔

طلباء! ظاہری علوم کو حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ اور معرفت الٰہی کی تڑپ ضرور رکھیں۔

علم وہی کار آمد ہے جو عشق مصطفیٰ کریم ﷺ کے ساتھ ہو کیونکہ بغیر عشق رسول ﷺ کے علم نافع نہیں بلکہ مضر ہوتا ہے۔ جو انسان کو خباثت میں اور بڑھا دیتا ہے۔

جبکہ پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کے عشق کے ساتھ جو علم حاصل کیا جائے وہ انسان کو پاکیزگی اور ستھرائی میں بڑھا دیتا ہے۔ کیونکہ عشق مصطفیٰ کریم ﷺ ہی وہ گراں قدر چیز ہے، جس کو مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں سرمدی اعزاز حاصل ہے۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ پیارے مصطفیٰ کریم ﷺ کے عشق کی شمع ہی دل کی سرزمین کو علم کے قابل بناتی ہے، دماغی قوت کو جلا بخشتی ہے اور علم کو مقبول بناتی ہے۔

اسی طرح اگر ہم اپنے اکابرین کی کامیاب زندگیوں پر نگاہ ڈالیں تو عشق مصطفیٰ ﷺ ان کی ذات کا اہم خاصہ ملے گا۔

مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ سرتاپا عشق میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ نے عشق رسول ﷺ میں ڈوب کر کئی نعتیہ کلام لکھے۔

سرتابہ قدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول

سنتا ہوں عشق شاہ میں دل ہوگا خوں فشاں
یارب یہ مژدہ سچ ہو مبارک ہو فال گل

عشق مولا میں ہوں خوں بارکنار دامن
یا خدا جلد ہی کہیں آئے بہار دامن

جان ہے عشق مصطفیٰ روز فزوں کرے خدا
جس کو درد کا مزہ ناز دوا اٹھائے کیوں

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

اسی طرح عشق رسول ﷺ کا اعجاز دیکھیں کہ،

''علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین مرحوم نے یورپ میں تعلیم پائی تھی۔ اور برصغیر کے بلند پایہ ریاضی دانوں میں آپ کا شمار تھا۔ اتفاق سے ڈاکٹر صاحب کو کسی مسئلہ میں اشتباہ ہوا ہر چند کوشش کی مگر مسئلے کا حل نہ ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے گفتگو کے دوران مولانا سلیمان اشرف صاحب سے اس مسئلے کا ذکر کیا اور بتایا کہ جرمن جانے کا ارادہ ہے۔ سلیمان اشرف صاحب نے مشورہ دیا آپ بریلی جائیے، اور اعلیٰ حضرت سے دریافت کیجئے ڈاکٹر ضیاء الدین نے حیرت سے کہا'' یہ آپ کیا فرما رہے ہیں، میں ریاضی کے ادق مسائل حل کرنا جانتا ہوں جب میں یہ مسئلہ حل نہ کر سکا تو مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے کبھی یورپ کا تصور نہیں کیا اور نہ ہی جدید یونیورسٹیوں سے تعلیم حاصل کی ہے وہ کیسے یہ مشکل مسئلہ حل کر سکیں گے؟''۔

مولانا صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے کہا کہ'' ایک دفعہ بریلی ہو آیئے''۔

غرض ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے سامنے مسئلہ پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے سنتے ہی فوراً جواب ارشاد فرمایا۔ ڈاکٹر صاحب کو حیرت سے سکتہ ہو گیا۔ بے اختیار بول اٹھے'' میں نے یہ علم حاصل کرنے میں بہت صعوبتیں اٹھائیں یورپین استادوں کی جوتیاں سیدھی کیں کافی روپیہ پیسا خرچ کیا۔ تب کچھ معلومات ہوئیں۔ مگر آپ جو کچھ جانتے ہیں اس کے سامنے میں اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھ رہا ہوں۔ مولانا یہ تو فرمایئے آپ کے استاد کون ہیں؟''۔

آپ نے ارشاد فرمایا'' میرا کوئی استاد نہیں ہے، میں نے اپنے والد ماجد سے صرف

Marfat.com

چار قاعدے جمع، تفریق، ضرب، تقسیم سیکھے تھے، ابھی ''شرح چغمینی'' شروع کی تھی کہ والد صاحب نے کہا،'' کیوں وقت ضائع کرتے ہو۔

پیارے مصطفیٰ ﷺ کے دربار سے یہ علوم تمہیں سکھا دیئے جائنگے، یہ سب کچھ سرکار ﷺ کا عطا کردہ علم ہے''۔

پس! پیارے مصطفیٰ ﷺ کے عشق نے انہیں ''وقت کا امام'' بنا دیا۔ شہزادہ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہلسنّت، شمس العارفین، حضور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: سراپا حب رسول اور رضائے مصطفیٰ ﷺ تھے۔ جو عظمت انہیں حاصل ہوئی محبت رسول ﷺ ہی کی بناء پر حاصل ہوئی اور کیوں نہ ہو کہ عشق مصطفیٰ التحیۃ والتسلیم ہی جان ایمان ہے۔ حضرت کی سرکار ﷺ کے عشق میں فنائیت کا صحیح اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آخری عمر میں باوجود شدید علالت کے نعت کی محفل میں گھنٹوں باادب بیٹھے رہتے تھے۔ اور نعت پاک کے ہر مصرعے پر رونا اور والہانہ کیفیت کا طاری ہونا اس بات کا غماز ہے کہ وہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی محبت میں گم ہو چکے تھے۔

ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کا جشن نہایت تزک و احتشام سے مناتے ہیں بارہویں شب سے دوسرے دن دوپہر کچھ دیر قبل تک نعت خوانی میلا اور صلوٰۃ سلام کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ شیرینی تقسیم ہوتی ہے اور دعوت عام ہوتی ہے۔

حضور صدر الشریعہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے دل میں عشق رسول ﷺ کا ایک سمندر موجزن تھا۔ جو وفور حلم میں خاموش رہتا۔ مگر کبھی جب شہنشاہِ مدینہ ﷺ کا ذکر ہوتا۔ نعت پڑھی جاتی تو ضبط کا پیمانہ لبریز ہو جاتا اور آنکھوں سے اشکوں کا دھارا بن کر ابل پڑتا۔ حضرت صدر الشریعہ کا سینہ حب رسول ﷺ کا مدینہ تھا۔

یہ اس عشق رسول ﷺ کا اعجاز ہے کہ امت مسلمہ کو ''بہار شریعت'' اسلامی فقہ کا انسائیکلوپیڈیا عطا فرمایا۔

Marfat.com

تاجدار گولڑہ شریف سید علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی عشق رسالت مآب ﷺ میں گزری۔ آپ نبی کریم ﷺ سے محبت کا اظہار یوں فرماتے ہیں کہ

ہواواں میں سگ مدینے دی گلی دا
ایہو رتبہ ہے ہر کامل ولی دا

مفسر اعظم ہند محمد ابراہیم رضا عرف جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے گھرانے میں پیدا ہونے کے باعث عشق رسول اور حب رسول ﷺ کی حلاوت سے معمور تھے۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ، کو حضور ﷺ کی ذات بابرکت سے انتہائی والہانہ لگاؤ تھا۔ آپ کے دل میں عشق رسول ﷺ کا سمندر موجزن تھا۔ آپ باوجود علمی مشاغل کے تحریر وتصنیف کا وقت نکال لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا موضوع سخن عشق رسول ﷺ، حب نبوی ﷺ ہی آہا۔ آپ کی ذات بھی عرب دنیا میں عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ میں ایک روشن مشعل ہے۔

حضرت وصی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت وصی احمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سراپا حب رسول ﷺ تھے۔ عشق رسول ﷺ کا یہ حال تھا کہ درس میں حضور ﷺ کا نام نامی ادا کرنے کے بعد قدرے توقف فرماتے تھے۔ علوم وفنون کے علاوہ آپ نے مستقل چالیس برس حدیث شریف کا درس دیا۔ آپ کے درس حدیث کی دور دور تک شہرت تھی۔ نماز فجر کے بعد نماز ظہر تک اور ظہر سے آدھی رات تک اور کبھی اس سے بھی زیادہ وقت تک درس جاری رہتا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ مولانا سید مصباح الحسن علیہ الرحمہ کہتے تھے کہ حضرت کی تمنا تھی کہ میری موت حدیث پڑھاتے ہوئے آئے۔ چنانچہ بوقت وفات مشکوٰۃ شریف آپ

Marfat.com

کے سینے پر تھی۔ اور ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ'' پر روح نے جسم سے جدائی اختیار کی۔

فقیہ اعظم نور اللہ نعیمی بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فقیہ اعظم فنافی الرسول اور فنافی حب المدینہ تھے۔ آپ سرکار دو عالم ﷺ کے پیارے شہر مدینہ منورہ کا ذکر آتے ہی مرغِ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگتے۔ ایسا محسوس ہوتا کہ محبوب پاک ﷺ کے جمال جہاں آرا کے دیدار میں محو ہیں۔ ایک مکتوب گرامی میں اس حقیقت کو یوں منکشف فرماتے ہیں۔

''میرا تو بفضلہٖ تعالیٰ یہ عالم ہے کہ بصیر پور میں درس اسباق دیتے ہوئے بھی مدینہ عالیہ میں ہی حاضر ہوتا ہوں''۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ، مشہور بزرگ گزرے ہیں، اکثر دن بھر گھر ہی میں بیٹھے رہتے تھے۔ نماز کے لئے ہی نکلتے لیکن نماز پڑھتے ہی فوراً گھر چلے جاتے۔ لوگوں نے ان سے پوچھا ''حضرت گھر میں تنہا بیٹھے بیٹھے آپ کی طبیعت نہیں گھبراتی، آپ رضی اللہ عنہ ہماری مجلس میں آ کر نہیں بیٹھتے''۔

فرمایا ''میں ہر وقت پیارے رسول ﷺ اور پیارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں بیٹھا رہتا ہوں''۔

''رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اب کہاں ہیں؟'' لوگوں نے تعجب سے پوچھا، فرمایا ''میں حدیث کے مطالعے میں مشغول ہو کر ان کی صحبت میں پہنچ جاتا ہوں۔ ان کی مجلس میں شریک ہو کر ایک ایک بات دیکھتا ہوں۔ ان کی بات چیت سنتا ہوں حدیث کے آئینے میں پوری زندگی میری سامنے ہوتی ہے''۔

حضرت شیخ ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علہ کو تاجدار مدینہ ﷺ سے جنون کی حد تک عشق تھا۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فنافی الرسول ﷺ کے منصب پر فائز تھے۔ ذکر رسول ﷺ ہی آپ کا روز و شبانہ مشغلہ تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قلب سرکار دو عالم ﷺ کی محبت سے منور تھا۔ جس کی عکاسی آپ کے چہرہ انور سے ظاہر و باہر تھی۔ اور آخر وقت تک بلکہ دیکھنے والے بیان کرتے ہیں کہ دنیا سے رحلت فرماتے وقت بھی چہرہ نورانی ہی '' رہا، یہ ہے عاشق رسول ﷺ کا چہرا۔

Marfat.com

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آپ رحمۃ اللہ علیہ نعت کی محفل میں شریک ہوتے تو آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہوجاتی تھی۔ آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوتے۔ انتہائی توجہ سے نعت سماعت فرماتے بالخصوص جب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمہ کا کلام پڑھا جاتا تھا۔

عشق رسول ﷺ میں ایسے سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے کہ آپ کو محبوب تو محبوب، محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے بڑا پیار تھا۔ یہاں تک کہ جب آپ مدینہ شریف تشریف لے جاتے، تو حرم شریف کے خدام، جاروب کش، پانی پلانے والے، دربان اور موذن اور دیگر امراء غرباء کے جملہ طبقات کی الگ الگ دعوت کرتے، جن میں عمدہ عمدہ چیزیں پکوائی جاتیں۔ حضرت امیر ملت علیہ الرحمہ، پیارے حبیب ﷺ کی محبت میں مستغرق تھے۔ آپ کا عشق کامل تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے۔ ''مدینہ میرا شہر ہے''۔

حضور محدث اعظم مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عشق ومحبت کے رنگ میں ایسے رنگے ہوئے تھے جب آپ طلبہ کو پڑھایا کرتے تھے۔ جہاں حضور ﷺ کا نام اقدس آتا تو طلبہ کو عام حکم تھا کہ حضور اقدس ﷺ کا نام اقدس سن کر بلند آواز سے درود شریف پڑھا جائے۔ اور جہاں حضور اقدس ﷺ کے تبسم کا ذکر آتا وہاں خود بھی تبسم فرماتے اور طلبہ کو بھی حکم تھا کہ ''تم بھی مسکراؤ''، بعض مقام پر گریہ فرماتے، کہ آنسوؤں سے ریش مبارک اور رومال تر ہوجاتا۔

حضور شیر بیشہ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خان رحمۃ اللہ علیہ

عشق رسول ﷺ میں سرتاپا ڈوبے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب بھی تقریر کرتے خطبہ اور تلاوت قرآن پاک کے بعد حضور سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی نعت شریف ضرور پڑھتے بعض مرتبہ اسی نعت شریف کے کسی شعر پر ڈھائی تین گھنٹے تقریر فرماتے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ اور نعت شریف سے محبت فقط اس وجہ سے تھی کہ وہ عاشق رسول ﷺ تھے۔ اور جو عاشق رسول ﷺ ہو وہ عاشقوں سے بھی اسی طرح محبت کیا کرتا ہے۔ اسی طرح محبت تھی۔ اسی عشق کا نتیجہ تھا کہ واقعات شہادت اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس طرح بیان فرماتے کہ محسوس ہوتا کہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور بیان فرما رہے ہیں سنی عوام تو آتے صرف بیان شہادت سننے کی خاطر نجانے کتنے رافضی آئے۔

بیان فرماتے وقت رقت کا عالم ہوتا کہ پورا مجمع دھاڑیں مار مار کر روتا۔ اسی طرح واقعہ معراج رسول ﷺ بیان فرماتے تو معلوم ہوتا کہ دیکھتے جاتے ہیں اور بیان فرما رہے ہیں، اکابر علمائے کرام فرمائش کرتے کہ معراج کا واقعہ بتائیں۔ ایسی تقریر اور ایسا طرزِ بیان عاشقوں ہی کی شان ہے۔

حضرت علامہ سید احمد اعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عشق رسول ﷺ بہت بلند پائے کا تھا۔ آپ کی پوری زندگی محبت رسول ﷺ میں بسر ہوئی۔ عمر بھر سنت کو مدنظر رکھا اور اپنے کسی اقدام کو سیرت رسول ﷺ کے عمل کے تقاضوں کے خلاف نہ ہونے دیا۔

اسی عشق رسول ﷺ کے فیضان نے غزالی زماں بنا دیا۔ ہمارے اکابرین نے علم ظاہری کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ اور معرفت الٰہی سے بھی خود کو مہکایا۔ اور ان کی اس دل آویز خوشبو کی مہک آج سارے جہاں میں پھیلی ہوئی ہے۔

روحانی کمالات کے لئے حب رسول ﷺ بنیادی چیز ہے بلکہ حب رسول ﷺ کے بغیر ایمان ہی معتبر نہیں کیونکہ ایمان کی اصل اور بنیاد ہی عشق رسول ﷺ ہے۔ اور جب بندہ فنافی الرسول ہوتا ہے۔ تبھی اس کی محبت رب عزوجل نصیب ہوتی ہے اور وہ معرفت الٰہی کو پالیتا ہے۔

پس ایک (کامیاب طالب علم) بننے کے لئے ضروری ہے کہ فنافی الرسول ہو کر معرفت الٰہی کو پائیں۔ تبھی علم کا مزہ ملے گا کیونکہ دنیا میں سب سے زیادہ مرغوب اور لطف

اندوز چیز معرفت الٰہی ہے۔

کوئی شخص عالم نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں خوف خدااور دنیا سے بے رغبتی نہ ہو۔علم پر عمل کرے: حقیقت میں عالم دین وہی ہے جو باعمل ہو۔

قرآن پاک میں رب عزوجل کا فرمان عالیشان ہے۔

ترجمہ کنزالایمان: ''تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اسے چاہیے کہ نیک کام کرے''۔(الکہف:110)

پھر ارشاد ہوتا ہے۔ترجمہ: ''بدلہ اس کا جو کماتے تھے''۔

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے فردوس کے باغ ان کے مہمان ہیں اور ہمیشہ انہی میں رہیں گے، ان سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے''۔

علم پر عمل کے بارے میں مختلف احادیث میں وارد ہوئی ہے۔

سرکار مدینہ سرور قلب سینہ ﷺ فرماتے ہیں: ''علم جس کے ساتھ عمل کی آہنگی نہ ہو۔بغیر روح کے جسم کی مانند ہے''۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ کا ارشاد مبارکہ ہے: ''قیامت کے دن لوگوں میں اس عالم کو بہت سخت عذاب ہوگا جس نے اپنے علم سے کچھ فائدہ حاصل نہ کیا (یعنی علم عمل نہ کیا)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ترجمہ: ''یعنی اربابِ علم وہ لوگ ہیں، جو کمال علم کے ساتھ اپنے علم کے مطابق کمال عمل بھی رکھتے ہیں''۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ''دو شخصوں نے میری پیٹھ توڑ دی، ایک جاہل عابد نے ایک عالم بے عمل نے''۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے ایک سائل کے استفسار پر فرمایا: کہ علم تابع ہوتا ہے عمل کے، جس طرح انسانی جسم کے اعضاء آنکھ کی روشنی کے تابع ہوتے ہیں علم کی روشنی میں

عمل خواہ تھوڑا ہو مگر کثرتِ عمل جو جہالت کے اندھیروں میں کیا جائے، نفع رساں نہیں ہوتا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر تو سو سال تک علم پڑھے اور ایک ہزار کتابیں ازبر کرلے تو سن لے جب تک تو اس علم پر عمل نہیں کرے گا۔ اللہ کی رحمت کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کردیتا ہے اور اسے علم لدنی عطا فرماتا ہے۔ تم اسباب اور تمام مخلوق سے منقطع ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو مضبوط کردے گا۔ عبادت و پرہیزگاری کی طرف دل میں میلان ہو جائے گا۔ ماسوا اللہ سے جدا رہو۔ اور اپنی روح کے چراغ گل ہونے سے ڈرتے رہو۔ گدائے تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ چالیس دن اگر تم اس کی یاد میں بیٹھے رہے تمہارے دل اور زبان سے حکمت کے چشمے پھوٹ پڑیں گے''۔

ابن عیینہ فرماتے ہیں:

''کہ امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ بے پناہ علوم پر دسترس رکھتے تھے۔ اکثر روزے سے رہتے، پھر صدقے اور خیرات کرنے میں سخاوت کا دریا تھے۔ آپ کو مال تجارت میں سے جتنا نفع ہوتا اس میں سے تھوڑا اپنے گھر کے لئے رکھتے زیادہ حصہ غربا میں تقسیم کرتے تھے''۔

بخاری کے کچھ شارحین فرماتے ہیں کہ ''آپ ایک دن میں قرآن پاک کے آٹھ ختم فرمایا کرتے تھے''۔

حضرت شاہ ابوالحسین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سراج السالکین، نور العارفین، مرشد اعلیٰ حضرت شاہ ابوالحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ علم و عمل کے عظیم مرتبے پر فائز تھے، اپنی علمی مصروفیت کے باوجود، نماز تہجد ادا فرماتے۔ آپ بعد نماز قرآن کریم کی ایک پوری منزل پڑھتے دلائل الخیرات حصن حصین وغیرہ بھی پابندی سے پڑھا کرتے تھے۔ آپ اخلاق و مروت وجود و سخا کے پیکر تھے۔

حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے اسلاف و آباء واجداد کے مکمل نمونہ تھے۔ اخلاق وعادات کے جامع تھے۔ آپ جب بات کرتے تو تبسم فرماتے ہوئے، لہجہ انتہائی محبت آمیز ہوتا، درود شریف کا ورد اکثر ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اکثر آپ کو نیند کے عالم میں بھی درود شریف پڑھتے ہوئے دیکھا گیا حضور حجۃ اسلام قدس سرہ نہایت ہی متقی اور پرہیز گار تھے۔ علمی و تبلیغی کاموں سے فرصت پاتے ہی ذکر الٰہی اور درود شریف کے ورد میں مصروف ہوجاتے۔ نو سال کی عمر ہی سے روزہ پابندی سے رکھنا شروع کر دیا تھا۔

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند نوری مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ سنتوں پر عمل کرتے تھے، ہر کام ہر چیز کے دینے اور لینے کا اہتمام داہنے ہاتھ سے فرماتے تھے۔ ذکر میلاد پاک یا محفل نعت یا منقبت ختم ہونے تک ہاتھ سے فرماتے تھے، ذکر میلاد پاک یا محفل نعت یا منقبت ختم ہونے تک باادب بیٹھے رہتے تھے، قبلہ کی طرف منہ کر کے نہیں تھوکتے تھے۔ آپ کے اندر تواضع وانکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اگر کسی کو اس کی غیر شرعی حرکت پر ڈانٹ دیتے تو بعد میں اس کی دلجوئی فرماتے اور سمجھاتے تھے۔

تاجدار اہلسنّت، تاج ولایت وکرامت لوگوں کو دولت دنیا کے ساتھ دین وعقبیٰ بھی عطا فرماتے تھے۔

آپ سفر وحضر میں بھی ہمیشہ باجماعت نماز وقت معین پر ادا فرماتے، ان کی نماز میں خشوع وخضوع کا یہ عالم تھا کہ پوری نماز میں آپ کے وجود پر عبودیت کی شان اور بندگی کا جمال طاری رہتا تھا۔

حضرت تاجدار گولڑہ پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضور تاجدار گولڑہ سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ علم تھے۔ آپ نے کوئی بھی کام

خلاف شرع کسی حال میں بھی انجام نہیں دیا۔ آپ کو امراء سے بے رغبتی تھی۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مجھے میری والدہ نے بتایا: ترجمہ: ”اے میرے بیٹے! علم پر اگر عمل کی نیت ہو تو پڑھو ورنہ وہ علم تم پر قیامت کے دل وبال ہوگا۔

حضرت امیر ملت سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

علم کے ساتھ ساتھ عمل کے بھی پابند تھے، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر فرائض کی پابندی کی سخت سے سخت تاکید فرماتے، اور جزئیات اور فروعات میں بھی شریعت کی پابندی کا حکم فرماتے تھے اسی طرح محرمات اور مکروہات سے دور رہنے کا سختی سے حکم دیتے اور معمولات زندگی میں ہر قسم کی ممنوعات شرعیہ سے باز رہنے پر سخت تاکید فرماتے تھے۔ ساز، طبلہ، مزامیر سننا ناجائز خود بھی کبھی سماعت نہ فرمایا اور دوسروں کو بھی تاکیداً منع کیا۔ تمباکو نوشی کرنے والے اور بے نمازی افراد کے ساتھ ایک ہی برتن میں کھانے یا ان کا جھوٹا کھانے سے منع فرماتے تھے۔ غرض جزئیات میں حرام تو حرام آپ مکروہات تک سے بچنے کی سخت تاکید فرماتے تھے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک ضرور استعمال فرماتے۔ حد یہ ہے کہ کبر سن میں جب دانت نہیں رہے۔ تب بھی آپ وضو کے ساتھ مسواک ضرور فرماتے اور دوسروں کو بھی پابندی سے مسواک کرتے رہنے کا حکم دیتے رہتے تھے۔

حضور حافظ ملت مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ

علم وفضل کے بادشاہ تھے۔ اپنی علمی مصروفیات کے باوجود صبح ہر روز سورہ یٰسین اور سورہ یوسف کی تلاوت کا التزام رکھتے تھے اور جمعہ کے سورۂ کہف کا بھی معمول تھا۔ آپ فرائض و سنن کے بچپن سے پابند تھے۔ جب بالغ ہوئے نماز تہجد شروع کردی جس پر آخری عمر تک عمل رہا۔ اپنی علمی مشغولیت کے ساتھ ساتھ صلوٰۃ اور اوابین اور دلائل الخیرات شریف نہایت پابندی سے پڑھتے تھے۔ آخری عمر میں پڑھنے سے معذور ہو گئے تو دوسروں سے پڑھوا کر سنتے تھے۔ دعوت عمل دینا حضور حافظ ملت کا خصوصی وصف تھا۔

Marfat.com

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت قمرالدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی بلند و بالاشان وعلم کے ساتھ عملی میدان کے بھی شہسوار تھے۔آپ کی طبیعت میں سادگی تھی تکلف اور تصنع سے نا آشنا نظر آتے تھے۔نرم گرم گفتگو اور گرم دم جستجو کا حسین نمونہ تھے۔جن کی زندگی کا ہر لمحہ سنت سرور کائنات سے منور تھا۔عجز وانکسار، بندہ پروری، بندہ نوازی، لطف وکرم، محبت وشفقت ایسے اوصاف ان کے خانہ ذات اور فطرت کا حصہ تھے۔ آپ نہایت فیاض اور دریا دل صفتوں کے مالک تھے۔جب دینے پر آتے تھے تو فقراء غرباء کو بری فراخ دلی سے عطا فرمایا کرتے تھے۔

پس پیارے طلباء! نصیحت فقط یہی ہے کہ،

لازم ہے کہ ہو علم کے ساتھ عمل بھی
ہیں سرسبز جو اشجار وہ رکھتے ہیں پھل بھی
حالی کا یہ نکتہ ہے ہمیں یاد برابر
ہیں علم و عمل دونوں کے اعداد برابر
رہتا ہے نام علم سے زندہ ہمیشہ داغ
اولاد سے تو بس یہی دو پشت چار پشت

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک ﷺ کے علم پاک کے صدقے ہر طالب علم کو علم نافع عطا فرما کر ''کامیاب طالب علم'' بنائے اور کل بروز قیامت علم والوں کے ساتھ حساب وکتاب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

Marfat.com

اھل علم کیلئے
عظیم علمی پیشکش

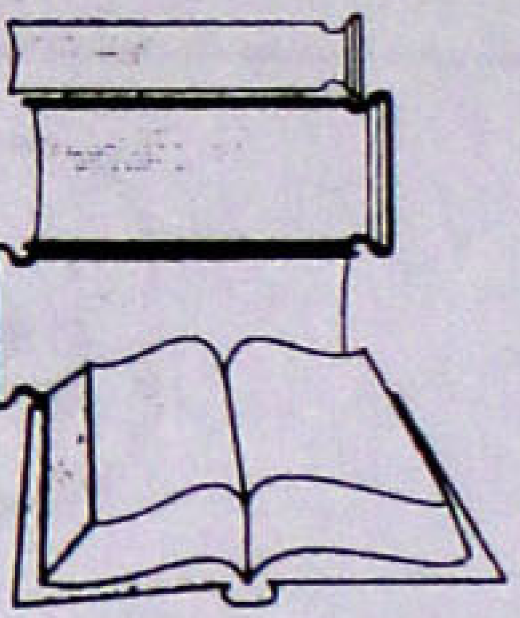

آیات احکام کی تفسیر و تشریح پر مشتمل عصر حاضر کے یگانہ روزگار اور معتبر عالم دین

حضرت علامہ سیّد سعادت علی قادری کے

قلم سے نکلا ہوا عظیم علمی شاہکار

یٰاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا

۲ جلدیں

خصوصیات

- زندگی کے تمام شعبوں اور عصر حاضر کے جملہ مسائل کا حل
- متلاشیان علم کے لئے ایک بہترین علمی ذخیرہ
- مقررین و واعظین کیلئے بیش قیمت خزانہ
- ہر گھر کی ضرورت اور ہر فرد کیلئے یکساں مفید

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

فون:۔ 7220479 -042-7221953 فیکس:۔ 042-7238010

042-7247350-7225085

021-2212011-2630411

Marfat.com

حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی
یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵
فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کے لیے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن
قرآن پاک کا انتہائی خوبصورت ترجمہ، جس کے ہر
لفظ سے اعجاز قرآن کا حسن نظر آتا ہے

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب
ضیاء النبی جلد ۷
درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

سنت خیر الانام
فتنۂ انکار سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

مقالات
مختلف علمی، روحانی اور ثقافتی
موضوعات پر جامع مقالات
کا مجموعہ

قصیدہ اطیب النغم
خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز
اور دلآویز شرح

مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف
مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ و دیگر سلاسل
کے معمولات اور اوراد و وظائف کا مجموعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

فون:
گنج بخش روڈ، لاہور 7221953-7220479
فیکس: 7238010
۹۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور 7225085-7247350
۱۴۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی 2210212-2212011
2630411

1Z410

Marfat.com